اسلامی اقدار کا نقیب

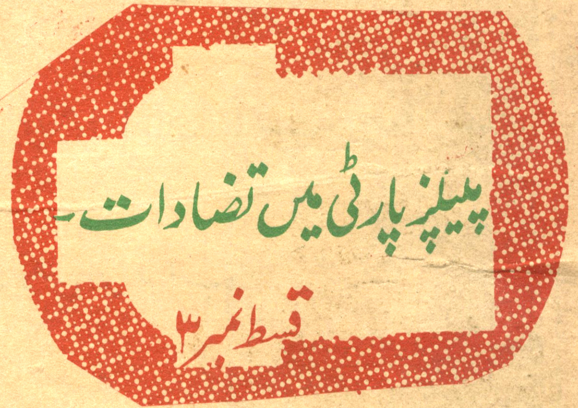
ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ: مولانا مفتی محمود

تحریکِ استقلال بلوچستان کس خوش فہمی میں مبتلا ہے؟



بھٹو نے ملکی معیشت اور نظامِ حکومت کو تباہ کر دیا!

دستک (طنز و مزاح)



۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ ○ جمعہ

قیمت ایک روپیہ

کیا یہی دانشوری ہے، کیا یہی ایثار ہے؟

اب نہ وہ ایثار کا جذبہ نہ وہ کردار ہے   جس طرف دیکھو فقط گفتار ہی گفتار ہے

سوچتا رہتا ہوں، بن پڑتا نہیں کوئی جواب   آدمی کیوں آدمی سے برسرِ پیکار ہے

پھر مناظر ہیں قرونِ مُظلمہ کے ہر طرف   پھر رذالت کی شرافت پر وہی یلغار ہے

علم کا بیوپار پھر ہونے لگا ہے چار سُو!   نفرتوں کا پھر وہی باہم دگر اظہار ہے

آج پھر اپنا چمن زار و زبُوں ہے ہمنشیں   آج پھر انسان ہی انسان سے بیزار ہے

ہاں میرے اہلِ وطن کی اب یہی رفتار ہے   جو بھی سچی بات کہتا ہے وہی غدّار ہے!

کیا اسی کا نام ہے حبِ وطن اکرآمؔ اب

کیا یہی دانشوری ہے، کیا یہی ایثار ہے؟

اکرام القادری

اداریہ

اضطراب دُور کیا جائے۔

بلوچستان کے دو روزہ دَورے کے دوران چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیا الحق نے ایک مرتبہ پھر کہا ہے کہ محاسبہ کا عمل مکمل ہونے کے ساٹھ روز بعد انتخابات کرائے جائیں گے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نے کہا کہ ملک میں سیاسی سرگرمیوں کا موجودہ انداز اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہم انتخابات کے قریب نہیں ہو جاتے۔ جنرل صاحب نے اپنے اس موقف کا بھی اعادہ کیا کہ فوج کا کام ملک کا دفاع کرنا ہے۔ ہم اقتدار کے خواہاں نہیں۔

یہ درست ہے کہ جنرل صاحب نے اپنے حالیہ بیان میں بھی وہی باتیں دُہرائی ہیں جو وہ اکثر کہتے رہتے ہیں۔ اور جن کا ذکر انہوں نے اپنی پہلی نشری تقریر میں کیا تھا۔

بظاہر اس اعادہ و تکرار کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ انتخابات کے غیر معینہ مدت تک کے لیے التوا اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کی وجہ سے بعض حلقوں میں شکوک و شبہات کی فضا پیدا ہونے لگتی ہے۔ کہ شاید انتخابات ہوں گے یا نہیں؟ اور اگر ہوں گے تو کب ہوں گے۔ اس لیے جنرل صاحب کو نئے سرے سے یقین دہانیاں کرانی پڑتی ہیں۔

بعض حلقوں میں انتخابات ہونے کے سلسلے میں تشکیک وارتیاب نہیں پایا جاتا مگر غیر ضروری تاخیر کی وجہ سے بھی تشویش اور اضطراب میں مبتلا ہیں اور ایک یقین و عدم یقین کی سی صورت پائی جاتی ہے، اگر احتساب کے عمل کو تیز کر دیا جائے، محدود پیمانے پر سیاسی سرگرمیاں بحال کر دی جائیں اور انتخابات کے انعقاد کی تاریخ مقرر کر دی جائے تو بے یقینی کے بادل چھٹ سکتے ہیں۔

اضطراب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ملکی معیشت میں عدم استحکام کی وجہ سے گرانی روز افزوں ہے جس کا اثر ایک عام آدمی کی قوت خرید پر براہ راست پڑ رہا ہے۔ موجودہ عبوری حکومت کو عنان اقتدار سنبھالے ہوئے چھٹا مہینہ گذر رہا ہے مگر معاشی استحکام کے سلسلے میں ابھی تک ایسا کوئی لائحہ عمل سامنے نہیں آیا جس کی روشنی میں یہ سمجھا جائے کہ اب عام آدمی بھی سکھ کا سانس لے سکے گا اور ایک غریب کے بھی دلدر دور ہو جائیں گے۔

اس بات سے اب انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مارشل لا کے باوجود انتظامیہ پر عبوری حکومت کی گرفت مضبوط نہیں ہے اور نا ہی حکومت کا براہِ راست عوام سے رابطہ ہے اور اس صورت حال سے فایدہ اٹھاتے ہوئے نوکر شاہی اپنی من مانیاں کر رہی ہے جس سے نہ صرف ملک کے غریب عوام متاثر و پریشان ہیں، بلکہ خود حکومت کی ساکھ بھی متاثر ہو رہی ہے، اگر نوکر شاہی پر حکومت کی گرفت مضبوط نہ ہوئی اور نوکر شاہی کا ہر کل پُرزہ اپنے اپنے دوائر میں مختارِ مطلق بنا رہا تو مآل کار تباہی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

اس مزمن مرض کا علاج تو نمایندہ حکومت ہی کر سکتی ہے، مگر مارشل لا کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ ملک کی بگڑتی ہوئی صورت حال کو درست کرے خواہ اس کا تعلق سیاست سے ہو، خواہ انتظامیہ سے اور خواہ معیشت سے۔ مارشل لا کو آخری چارۂ کار کے طور پر قبول کیا جاتا ہے اور یہ ناگزیر بُرائی اس لیے اختیار کی جاتی ہے کہ دوسری بڑی بڑی بُرائیوں کا انسداد کیا جائے۔

پچھلے دنوں ہر شعبہ کے ماہر کو حکومت کے مشیر کی حیثیت سے مقرر کرنے کی تجویز زیرِ غور تھی، اب اس کا بھی سُراغ نہیں مل رہا۔ اگر موجودہ عبوری دَور کے لیے ایسا ہی ہو جائے تو کم از کم تھوڑی بہت اصلاح کا پہلو تو نکل سکتا ہے۔



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۴۹

جُمعۃ المُبارک ۲۸ ذی الحجہ، ۹ دسمبر ۷۷ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ــــ روپے
ششماہی
۲۳ ــــ روپے
سہ ماہی ــــ ۱۱/۵۰ روپے

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

[illegible] پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

اس ہمہ گیر بگاڑ پر جب حکومت کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ سابقہ حکومت کی بداعمالیوں اور کارگزاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سابقہ حکومت نے اپنے چھ سالہ دور اقتدار میں ملک کے ہر شعبہ کو برباد کیا اور ہر جگہ غلاظت کے ڈھیر چھوڑے۔

مگر بات تو ہے تدارک اور انسداد کی۔ یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ یہ سب کچھ موجودہ حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ کہا تو یہ جا رہا ہے کہ سابقہ حکومت کی طرف سے ورثے میں ملے ہوئے غلاظت کے ڈھیروں کی صفائی کا بندوبست کیا جائے اور ان ڈھیروں میں اضافہ نہ ہونے پائے۔ اگر ان ڈھیروں میں اضافہ ہو گیا جیسا کہ محسوس کیا جا رہا ہے تو اس قدر عفونت پھیلے گی کہ سانس لینا بھی دوبھر ہو جائے گا۔

جب تک نمائندہ حکومت قائم نہیں ہو جاتی اس وقت تک کم از کم سیاسی رہنماؤں سے مشورے کے ذریعے ہی مسائل کو حل کیا جانا چاہیے۔ کیوں کہ سیاسی رہنماؤں کا عوام سے براہ راست رابطہ ہونے کی وجہ سے وہ مسائل کو خوب سمجھتے اور قریب سے دیکھتے ہیں۔

حکومت اگر ہر ماہ مختلف امور پر سیاسی رہنماؤں سے تبادلہ خیال کرے تو اس سے نہ صرف بہت سے الجھے ہوئے مسائل کا حل سامنے آ جائے گا، بلکہ حکومت کی بہت سی مشکلات میں بھی کمی واقع ہو جائے گی۔

یہ ٹھیک ہے کہ حکومت کی تجویز کے مطابق سیاسی جماعتیں اقتدار میں شریک نہ ہو سکیں لیکن مشورہ تو دیا جا سکتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں قومی اتحاد کے تین رہنماؤں پر مشتمل وفد نے جنرل ضیا الحق سے مل کر بہت سے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ اور حکومت کو مفید مشورے بھی دیئے۔ عوام کی ضرورتیں بھی سامنے رکھیں۔ اگر اسی طرح سے ہر ماہ ہوتا رہے اور حکومت اس سلسلے میں خود پہل کرے تو بہت سے دکھوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم قومی اتحاد کے رہنماؤں کی خدمت میں بھی مؤدبانہ گذارش کریں گے کہ وہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں کہ آنے والے انتخابات کے سلسلے میں انہوں نے کیا تیاریاں کی ہیں؟ بالفرض اگر آئندہ چند ماہ تک احتساب کا عمل مکمل ہو جاتا ہے جیسا کہ توقع ہے اور حکومت انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیتی ہے تو کیا قومی اتحاد کے رہنما فوری طور پر انتخاب کے میدان میں کود پڑیں گے یا انہیں اس سے پہلے کچھ کرنا ہوگا۔

ظاہر ہے کہ انتخابات سے پہلے بہت سے مرحلے طے کرنے ہوتے ہیں اور جب تک جام آنے میں ہزار لغزشیں حائل ہوتی ہیں۔ ان لغزشوں اور رکاوٹوں کا دور کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ ہمارے بعض رہنما دراصل اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ منزل تک پہنچنے میں جو سب سے بڑا پتھر حائل تھا وہ دور کر لیا گیا ہے۔ یعنی مسٹر بھٹو کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور صرف انتخابی نشان کی الاٹمنٹ کے بعد انتخاب لڑنے کا مرحلہ باقی ہے اور بس۔

لیکن اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو قدم قدم پر چھوٹے چھوٹے پتھر ایسے ملیں گے جو منزلِ مقصود کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہوں گے۔ ان چھوٹے چھوٹے اور ان گنت پتھروں کو راہ سے ہٹانا ضروری ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ بھٹو صاحب اور اس کے حواریوں کی اب انتظامیہ پر براہ راست گرفت نہیں ہے لیکن اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ انتظامیہ میں اب بھی بھٹو کے گرگے موجود ہیں اور وہ اب بھی اپنے دل میں خواہش دبائے بیٹھے ہیں کہ ایک مرتبہ پھر ملک پر آمریت و فسطائیت کی چادر تان دی جائے۔ اس مقصد کے لیے یہ لوگ رات دن کام کر رہے ہیں۔

ایک طبقہ آج بھی مزدوروں کسانوں میں غلط فہمیاں پیدا کر رہا ہے اور وہ انہیں نظام مصطفیٰ سے خوف زدہ کیے ہوئے ہے یہ طبقہ نظام مصطفیٰ کو ایک ایسے عفریت کی شکل میں پیش کر رہا ہے گویا کہ وہ ملک میں جاری و ساری ہوتے ہی قتل و غارت کا بازار گرم کر دے گا۔

اس موقع پر پہلے سے زیادہ ضرورت ہے کہ صحیح صورت کی وضاحت کر کے مزدور کسان اور محنت کش طبقہ کی غلط فہمیاں اور خوف دور کیا جائے اور انہیں حقیقت حال سے روشناس کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے انتھک جدوجہد کی ضرورت ہے۔

گو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہیں ہے مگر جس حد تک بھی اجازت ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حالات کی درستگی کا انتظام کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر اس رخ سے نہ سوچا گیا اور خوش فہمی ہی خوش فہمی رہی تو جو نقصان ہوگا وہ ناقابل تلافی ہوگا۔

صوبائی عہدہ داروں کی ٹیم پنجاب کا تفصیلی دورہ کرے گی

اضلاع کے امراء فوری رابطہ قائم کریں

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم عمومی جناب قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے اعلان کیا ہے کہ وہ صوبائی نظماء مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا لقمان علی پوری کی معیت میں صوبہ کا تنظیمی دورہ شروع کرنے والے ہیں اور اس دوران وہ ہر ضلع میں تنظیمی صورت حال جائزہ لینے کے علاوہ جماعتی رہنماؤں سے تازہ ترین سیاسی صورت حال اور پیش آمدہ مسائل پر بات چیت کریں گے اور تبلیغی جلسوں سے خطاب کریں گے۔

قاری صاحب نے بتایا کہ دورہ کرنے والی صوبائی ٹیم ہر ضلع میں کم و بیش چار پانچ دن صرف کر کے ضلعی و تحصیلی صدر مقامات اور اہم قصبات میں جائیں گے تاکہ صورت حال کا پوری تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا جا سکے۔

آپ نے تمام اضلاع کے امراء جمعیت سے کہا ہے کہ وہ دورہ کی تاریخیں اور دیگر امور کے تعین کے لیے جمعیۃ کے صوبائی دفتر واقع: رنگ محل لاہور سے فوری طور پر رابطہ قائم کریں تاکہ پروگرام کو حتمی شکل دے کر دورہ کا جلد از جلد آغاز کیا جا سکے۔

جانباز مرزا
سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

اکرام القادری

سالِ اقبال اور چھ روزہ بین الاقوامی علامہ اقبال کانگریس

ایک توجہ طلب تجزیہ

سالِ رواں میں پوری دنیا نے علامہ اقبال کی ہمہ جہت خدمات اور ان کے کارہائے نمایاں کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ہمارے ملک میں خصوصیت کے ساتھ ۱۹۷۷ء کو سالِ اقبال کے طور پر منایا گیا۔ اس سلسلہ میں جہاں سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر ہزاروں تقریبات منعقد کی گئیں، سینکڑوں پروگرام ترتیب دیئے گئے وہاں سالِ رواں کے آخری ماہ کے آغاز یعنی دو دسمبر ۱۹۷۷ء کو حکومت کے تعاون و سرپرستی سے پنجاب یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام علامہ اقبال کے صد سالہ جشنِ ولادت کے موقع پر چھ روزہ بین الاقوامی کانگریس کا آغاز کیا گیا۔

اس بین الاقوامی کانگریس میں پوری دنیا سے مسلم اور غیر مسلم دانشور، فضلا۔ اور مفکرین تشریف لائے۔ کانگریس کا افتتاح صدرِ مملکت چوہدری فضل الٰہی نے کیا۔ افتتاح کے بعد باقاعدہ پروگراموں کی ابتدا کی گئی۔ علامہ اقبال کے فکر و فن، ان کی شخصیت اور ان کے پیغام کو ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں پیش کیا۔

بہت سے بین الاقوامی شہرت یافتہ دانشوروں نے مقالے پڑھے۔ بنگلہ دیش و ہند کے تاید پروفیسر عبدالحئی نے اقبال کے پیغام کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔ بھارت سے آئے ہوئے مندوب جناب جگن ناتھ آزاد نے اقبال کا فکر و فن کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔ علامہ اقبال کے فرزند ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال نے اقبال اور تصوف کے موضوع پر مقالہ پڑھا۔ اٹلی کے مشہور و معروف ماہر اقبالیات جناب پروفیسر الیزانڈرو بوسانی نے دانتے کے قرونِ وسطیٰ کے مذہب کا تصور اور اقبال کا جدید مذہب کا تصور کے عنوان سے اپنا مقالہ پڑھا۔ جاپان سے آئے ہوئے دانشور جناب عبدالکریم سائتو نے اقبال ایک عالمگیر رہنما کے عنوان سے مقالہ پڑھا۔ فن لینڈ کے مسٹر جسی ابرد نے اقبال کی لسانی تشکیلات کے عنوان سے مقالہ پڑھا۔ سویڈن کے کارل ایلق سوبلنگ نے اقبال اور عصرِ جدید کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ امریکی مندوب جناب باربرا ڈی مٹکاف نے علامہ اقبال کی مشہور نظم مسجد قرطبہ کے عنوان سے اپنا مقالہ پڑھا۔ ترکی سے آئے ہوئے مندوب جناب ڈاکٹر عبدالقدیر نے ترکی زبان میں فلسفہ اقبال کو موضوعِ سخن بنایا۔ ایرانی مندوب جناب ڈاکٹر جلال مطینی نے اپنے مقالے میں اقبال کی ایرانی صوفیا اور غیر صوفی علماء سے وابستگی کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ فلپائن کے مندوب جلال الدین ڈیلوسن سانتو نے اقبال اور قومی یک جہتی کے عنوان سے مقالہ پڑھا۔ کینیڈا کے جناب شیلا میکڈینو نے اپنے مقالے میں بتایا کہ اقبال کی شاعری سے ہمیں فنا کے بعد تصور بقا ملتا ہے۔ سری لنکا کے پروفیسر گارن رتنے نے اقبال اور تیسری دنیا کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔

اس کے علاوہ ملکی اور غیر ملکی مفکرین اور دانشوروں نے مختلف موضوعات پر مقالے پڑھے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے شاعرِ مشرق کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

ہم یہ بات بغیر خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ سال میں اقبال پر جتنا کچھ لکھا گیا اور جتنا کچھ کیا گیا اتنا کچھ نہ اس سے پہلے لکھا گیا اور نہ کیا گیا۔ علامہ اقبال کے فکر و فن سے لے کر ان کی زندگی کے نجی پہلوؤں تک کو موضوع بحث و تحقیق بنایا گیا۔ یہاں تک کہ علامہ اقبال کی ذاتی اور نجی زندگی کے وہ واقعات بھی اجاگر کیے گئے جو نہ ان کے پیغام کا حصہ ہیں اور نہ ہی ان کے اجاگر نمایاں کرنے سے اقبال کی عظمت میں اضافہ ہوا ہے، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان معمولی واقعات سے اقبال ایسے عظیم مفکر و شاعر کا استخفاف لازم آتا ہے۔ مثلاً یہی بات کہ علامہ اقبال شاعرِ مشرق، ۱۹۲۴ء تک باقاعدہ کتوبر بازی کیا کرتے تھے اور اس طرح کے دوسرے معمولی معمولی واقعات۔ بھلا بتلایئے ان واقعات کے اظہار و ابلاغ سے شاعرِ مشرق کی عظمت و منزلت میں کیا اضافہ ہوا اور اس سے ملک و قوم کو کونسا گراں بہا فائدہ پہونچایا۔ سوائے اس کے کہ علامہ صاحب کے ایک خالص نجی اور کمزور پہلو کی نشاندہی ہوئی۔ ہمارے اپنے پاکستانی مفکرین اور دانشور حضرات نے خصوصیت کے ساتھ اس پہلو کو

تحقیق اور ریسرچ کا موضوع بنایا۔ دادِ تحقیق دیتے ہوئے علامہ اقبال سے ایسی باتیں بھی منسوب کی گئیں جن سے ان کا دور پرے کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ بعض ایسی چیزوں کو کھود کرید کے بعد اقبال کا فلسفہ اور پیغام قرار دیا گیا جن کا ذکر اقبال نے برسبیلِ تذکرہ کیا ہے اور جن کا ان کے پیغام اور فلسفے سے کوئی تعلق ہے۔

دانشوروں کی ایک کھیپ جو اپنی سہل انگاری تن آسانی اور تعیش پسندی میں مشہور ہے نے ان اختلافات کو ہوا دی جو دو ہم عصر بڑی شخصیتوں کے درمیان کسی اہم علمی مسئلہ پہ ہو جایا کرتے ہیں اور افہام و تفہیم کے بعد جن اختلافات کی نہ کوئی حیثیت رہتی ہے اور نہ ان کے اظہار و بیان کی ضرورت۔ مگر یار لوگوں کو اپنے خبثِ باطن کا مظاہرہ ہر صورت میں کرنا ہوتا ہے۔ انہیں اس بات سے کیا غرض کہ ان کی اس مسموم تحقیقِ انیق سے ملک و قوم کو فایدہ پہونچ رہا ہے یا نقصان،

اس سلسلے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور علامہ اقبال کے اس علمی اور غلط فہمی پہ مبنی اختلافات کو بڑی شد و مد سے اچھالا جاتا ہے جن کا تدارک علامہ اقبال نے نیک نیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی حیاتِ مستعار ہی میں کر دیا تھا

علامہ طالوت کی وساطت سے مولانا حسین احمد مدنیؒ اور علامہ اقبال کی خط و کتابت آج بھی روزنامہ احسان کی پرانی فائلوں سے دیکھی جا سکتی ہے جس میں دو بڑے آدمیوں نے اپنے علمی اختلافات کو بڑی خوش اسلوبی اور وسیع النظری سے نمٹا لیا تھا۔ حتیٰ کہ علامہ اقبال نے یہاں تک کہ دیا تھا کہ "میں مولانا مدنیؒ کے احترام میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں"

علامہ اقبال کے اس بیان کے بعد بات ہی نمٹ گئی تھی اور کسی قسم کا کوئی خدشہ و خرخشہ باقی نہیں رہا تھا۔ یہ بات بھی وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر علامہ اقبال کی زندگی میں ان کی کتاب بانگ درا چھپتی تو وہ کبھی اس رباعی کو کتاب میں شامل نہ ہونے دیتے جو انہوں نے غلط فہمی کی بنا پر لکھی تھی۔

مگر وا ستے نادانی کہ ہمہ بلینڈ و ہمہ دانی کے دعویدار ایک منظم اور مربوط پروگرام کے مطابق ان واقعات رفت و گذشت کے اظہار و ابلاغ کو ہی سب سے بڑی قومی خدمت اعلیٰ کارنامہ سمجھے ہوئے ہیں۔

اس کے برعکس اقبال کی تعلیمات کے ان پہلوؤں کو چھپایا جاتا ہے جن کے اجاگر کرنے اور موضوع تحقیق و تجسس بنانے سے نہ صرف ملک اور قوم کا فایدہ ہے بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا نفع ہے۔

اقبال کے فکر و فن، ان کی تعلیمات، ان کے فلسفے اور ان کے پیغام پر مقالے لکھنے والے اور تحقیق کے ڈونگرے برسانے والے مسلمان دانشوروں کو اقبال کی نظم و نثر کے جواہر پاروں میں ختم نبوت پر لکھا ہوا کہیں نظر نہیں آتا؟ قادیانیت پر جو کچھ اقبال نے کہا ہے کہ ان عقل کے اندھوں، گٹھڑی کے پوروں اور شکم پروروں کی آنکھوں سے کیوں اوجھل ہو جاتا ہے اقبال کے کلام کا مطالعہ کرتے ہوئے کیا، ان کی نظریں ان اشعار پر نہیں جمتی جو اقبال نے ختم نبوت کے قزاقوں کا تعاقب کرتے ہوئے کہے ہیں، کیا یہ اقبال کا کلام نہیں ہے کہ

ع وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہ ہو قوت و شوکت کا پیام

علامہ اقبال کے عشق رسول کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں بعض دور از کار تاویلوں اور بے سرو پا روایات تک کا سہارا لینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ مگر علامہ کے عشق رسول میں انہیں ختم نبوت کے قزاقوں اور نقب زنوں کے تعاقب کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ ان درہم و دینار کے پجاریوں کو کوئی بتائے کہ عشق رسول کی معراج تو ختم نبوت کا اقرار اور سارقین ختم نبوۃ سے برات ہے۔

مگر ان شکم پروروں کو تو ہر پھر کے علامہ اقبال کے سارے کلام میں ایک رباعی ہی نظر آتی ہے جو انہوں نے عدم معلومات کی بنا پر حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے متعلق لکھی ہے۔

کس قدر افسوسناک امر ہے کہ اس بین الاقوامی کانگریس کے موقع پر بھی کسی مسلمان دانشور نے اقبال اور ختم نبوت یا اقبال اور قادیانیت کے نام سے کوئی مقالہ نہیں پڑھا۔

اگر اس موضوع پر مقالہ پڑھنے کی کسی پاکستانی مسلم دانشور کو توفیق نصیب ہوتی تو دیگر ممالک سے آئے ہوئے بہت سے مسلم اور غیر مسلم دانشوروں کے سامنے علامہ اقبال کی تعلیمات کا ایک ایسا روشن پہلو آتا جسے استعماری گماشتے مسلسل دباتے رہے۔

کاش علامہ اقبال کے لائق فرزند جناب ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال ہی اپنے مقالے کا عنوان اقبال اور تصوف کی بجائے اقبال اور ختم نبوۃ یا اقبال اور قادیانیت رکھتے، مگر افسوس کہ انہوں نے بھی یہ نہیں کیا۔ خدا جانے کون کونسی مصلحتیں آڑے آجاتی ہیں۔ کہ اچھے خاصے لوگ بھی حقائق و واقعات کے اخفا ہی میں مصلحت خیال کرتے ہیں ـــ؟

اور اقبال اور ختم نبوت تو ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پہ زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑتی۔ مرحوم شورش کاشمیری نے فیضان اقبال میں علامہ مرحوم کے اس تمام نثری کلام کو ایک پاکٹ بک ٹائپ کتاب میں یکجا کر دیا ہے جو انہوں نے ختم نبوت کے دفاع اور قادیانی امت کے تعاقب میں کہا ہے۔ حرف اقبال بھی مارکیٹ میں عام مل جاتی ہے اس میں بھی یہ تمام مواد اس موضوع پہ لکھنے والے کو یکجا مل جاتا ہے۔ اب ملاحظہ فرمایئے علامہ اقبال ختم نبوت کے دفاع اور قادیانی امت کی ملت اسلامیہ کے بارے میں خطرناک حیثیت و عزائم کے سلسلے میں کیا فرماتے ہیں۔

١ اسلام کا سیدھا سادہ مذہب دو قضایا پہ مبنی ہے۔ خدا ایک ہے اور محمد ان سلسلہ انبیا کے آخری نبی ہیں جو وقتاً فوقتاً ہر ملک اور ہر زمانے میں اس غرض سے مبعوث ہوئے تھے کہ نوع انسانی کی رہنمائی صحیح طرز زندگی کی طرف کریں۔ (حرف اقبال)

٢- جن دو قضایا (عقیدوں) پر اسلام کی تعقلی عمارت قائم ہے وہ اس قدر سادہ ہیں کہ ان

ناممکن ہے۔ جس سے ملحد دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (حرفِ اقبال)

ختم نبوت کے تصور کی تہذیبی قدر و قیمت کی توضیح میں نے کسی اور جگہ کر دی ہے۔ اس کے معنی بالکل سلیس ہیں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں۔ جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔ قادیانیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ تحریک احمدیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ (حرفِ اقبال)

اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے۔ جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے۔ جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔

مسیلمہ کذاب کو اسی بناء پر قتل کیا گیا۔ حالانکہ جیسا طبری لکھتا ہے۔ وہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مصدق تھا۔ اور اس کی اذان میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق تھی۔

(عکسی تحریر علامہ اقبال بنام نذیر نیازی صاحب مندرجہ انوار اقبال صہ ۴۴، ۴۵ مرتبہ جناب بشیر احمد صاحب ڈار شائع کردہ اقبال اکادمی کراچی پاکستان)

میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کریں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

(حرفِ اقبال صہ ۱۳۷)

میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کا کیوں انتظار کر رہی ہے

(حرفِ اقبال صہ ۱۳۸)

میرے نزدیک بہائیت قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہیں۔ لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور اس کے مقاصد کے لئے مہلک ہے۔

(حرفِ اقبال صہ ۱۲۳)

اس کا (قادیانی فرقہ کا) حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا (قادیانی فرقہ کا) نبی کے متعلق نجومی کا تخیل۔ اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ، یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔

(حرفِ اقبال صہ ۱۲۳۔ مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

(جب علامہ مرحوم پر ان کی سابقہ تحریر کا حوالہ دے کر قادیانی اخبار "سن رائز" نے اعتراض کیا کہ پہلے تو علامہ اس تحریک کو اچھا سمجھتے تھے۔ اب خود ہی اس کے خلاف بیان دینے لگے۔ تو اس کے جواب میں علامہ مرحوم نے حسب ذیل بیان دیا) مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی توقع تھی۔ اس تقریب سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ بانی تحریک (مرزا غلام احمد) کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ "براہین احمدیہ" میں انہوں نے بیش قیمت مدد پہنچائی لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دو گروہوں (لاہوری قادیانی) کے باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائیگی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا تو تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا (اور یہ قادیانیوں کی روزمرہ عادت ہے۔ ناقل) درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے۔ تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن "صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے"۔

(حرفِ اقبال صہ ۱۳۱، ۱۳۲)

ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام اور دنیائے اسلام کے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک (مرزا غلام احمد) نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ

سے اور اپنے معتقدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی)، مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں۔ جتنے سکھ ہندوؤں سے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں

(حرف اقبال صد ۱۳۷، ۱۳۸)

ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے۔ اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مقصد ہمارے شاعر عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں کہا ہے

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

(حرف اقبال صد ۱۲۵)

فتوحات کے متعلق عبارتوں کو پڑھنے کے بعد میرا یہ اعتقاد ہے کہ ہسپانیہ کا یہ عظیم الشان صوفی (شیخ محی الدین ابن عربی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اس طرح مستحکم ایمان رکھتا ہے جس طرح کہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان رکھ سکتا ہے۔ اگر شیخ کو اپنے صوفیانہ کشف میں نظر آتا کہ ایک روز مشرق میں چند ہندوستانی شیخ کی صوفیانہ صوفیانہ نفسیات کی آڑ میں پیغمبر اسلام کی ختم نبوت سے انکار کر دیں گے تو یقیناً علمائے ہند سے پہلے مسلمانانِ عالم کو ایسے غدارانِ اسلام سے متنبہ کر دیتے۔ (حرف اقبال)

ان لوگوں کی قوت ارادی پر ذرا غور کرو۔ جنہیں الہام کی بنیاد پر یہ تلقین کی جاتی ہے کہ اپنے سیاسی احول کو اٹل سمجھو۔ پس خیال میں وہ تمام اکثر جنہوں نے احمدیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے۔ زوال و انحطاط کے ہاتھوں میں محض کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ (حرف اقبال)

اسلامی ایران میں مؤبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول، ظل وغیرہ (قادیانی) اصطلاحات وغیرہ وضع کیں۔ تاکہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتی کہ مسیح موعود کی (قادیانی) کی اصطلاح اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اس مؤبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کی دورِ اول کی تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی (حرف اقبال صد ۱۲۳، ۱۲۴)

مسلمان ان تحریکوں کے سلسلہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنا نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے، مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا۔ اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے (حرف اقبال صد ۱۲۲)

ہندی مسلمانوں نے تحریک قادیانیت کے خلاف جس شدت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم پر بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دنوں سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک صاحب نے ملا زدہ کا خطاب دیا تھا۔ اس تحریک کے مقابلہ میں حفظِ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگرچہ اسے ختم نبوت کے عقیدے کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظِ نفس سے بھی عاری کر دیا ہے۔

(حرف اقبال صد ۱۲۴)

حکومت کو موجودہ صورت حال پر غور کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے۔ عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے سوائے اس کے چارہ کار نہیں۔ تاکہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو ملعب بالدین کرتے پائے۔ اس کے دعاوی کو تحریر و تقریر کے ذریعہ جھٹلایا جائے۔ پھر یہ کیا مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے۔ حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔

(حرف اقبال صد ۱۲۶)

علامہ اقبال قادیانی تحریک کو انگریز کے آلہ کار سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے انگریزی حکومت سے طنزاً فرمایا کہ اگر کوئی گروہ (یعنی قادیانی) جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے۔ حکومت کے لئے مفید ہے تو اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری مجاز ہے۔ دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ توقع رکھنی بے کار ہے کہ خود (مسلمانوں کی) جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے۔ جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔

(حرف اقبال صد ۱۲۶)

میں نے سابقہ بیان میں اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایک ایسا طریقہ ہے۔ جسے ہندوستان کی موجودہ حکمران قوم اختیار کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی پالیسی ممکن ہی نہیں۔ البتہ مجھے یہ احساس ضرور ہے کہ پالیسی مذہبی جماعتوں کے فوائد کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس سے بچنے کی راہ کوئی نہیں خطرہ محسوس ہو انہیں خود اپنی حفاظت کرنی پڑے گی۔ میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا۔

حرف اقبال صد ۱۲۸-۱۲۹

بھٹو نے ملکی معیشت اور نظام حکومت کو تباہ کر دیا

از سید عطاالرحمٰن جعفری، بی، اے، آنرز

جب ہم گذشتہ دور کے مظالم، ناانصافیوں اور مصیبتوں کے حالات پر کھتے ہیں۔ تو ہر شخص یہ کہتا ہے کہ اب ان افسوس ناک اور غضبناک واقعات کا اعادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اس وقت قوم کے سامنے وہی اندوناک اہم مسئہ ہے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ قوم ماضی میں جن مظالم اور شدائد سے دوچار ہو چکی ہے اس سے آیندہ کس صورت میں نجات حاصل کی جا سکے یہ مسئہ بہت نازک ہے۔ یہ صرف عام انتخابات اور نئی قومی اسمبلی کے چناؤ کا مسئہ نہیں ہے۔ ہمیں اس سلسلہ میں دو اہم حقیقتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اوّل بات تو یہ ہے کہ بھٹو کے ظالمانہ دورِ حکومت کا آغاز ۱۹۷۱ء کے عام انتخابات کے بعد ہوتا ہے

دوسری حقیقت یہ ہے۔ کہ ۱۹۷۳ء کے آیئن کو مخالف قائدین کے نقطۂ نگاہ سے بھی متفقہ آیئن کی حیثیت حاصل تھی۔ اور ان سب نے اُس پر اپنے دستخط ثبت کیے تھے، لیکن ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ عام انتخابات اور متفقہ آیئن بھی ہماری آزادی کی حفاظت سے قاصر رہا۔

اس سلسلہ میں ہمیں سب سے پہلے بھٹو کے اِن اقدامات کا تفصیلی جائزہ لینا ہو گا جو ملک میں شخصی آمریت کے قیام پر منطبق ہوئے۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، مسٹر بھٹو نے اپنے ذاتی اقتدار کو استحکام اور پائیداری بخشنے کے لیے جو اسکیم بنائی تھی اُس کے موٹے موٹے اصول یہ تھے، کہ

انتظامیہ پر اپنی گرفت کو مضبوط بنایا جائے اور اُسے اپنی منشا اور مرضی کے مطابق چلایا جائے جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بھٹو کے وفادار آخر تک ناجائز دولت اکٹھی کرتے رہے، لیکن اُن کے افعال محاسبہ سے بالاتر رہے،

بھٹو کا حقیقی مقصد یہ تھا کہ نظم و نسق پر اس کی گرفت مضبوط ہو اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری تھا، کہ انتظامیہ سے یا تو ایماندار عناصر کو نکال پھینکا جائے یا انہیں ایسے عہدوں پر متمکن کیا جائے جہاں وُہ بھٹو کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ اور بھٹو جو غیر قانونی احکامات جاری کریں، اُن کے نفاذ میں اُن کی جانب سے کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا امکان نہ رہے، انہیں بہر صورت اس بات کی ضرورت تھی، کہ اپنے منظورِ نظر افراد کو کلیدی عہدوں پر تعینات کرنے کے لیے جگہ پیدا کی جائے۔ اور یہ کام دیانتدار افسروں کو نکالنے کے بعد ہی سرانجام پا سکتا تھا، تطہیر کے نام پر ایسا ہی کیا گیا۔ لہٰذا افسروں کی اکثریت نے اپنی جان بچانے کے لیے ناجائز احکامات کی تعمیل کی اور اس طرح بھٹو نے انتظامیہ کے کردار کو تباہ کر دیا۔

بھٹو نے اس سلسلہ میں جو کچھ کیا، وُہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تھا، اور اس کا ایک باقاعدہ شیڈول تھا، اس شیڈول کی آخری تاریخ مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابی وقت سے ہم آہنگ تھی،

جب یہ وقت آیا تو ساری سول انتظامیہ اور پولیس انتخابات میں دھاندلی اور عوام پر ظلم و ستم کی ایک زبردست لہر دوڑانے کے لیے بالکل اُس کی مٹھی میں تھی۔ جو اس کے اشارے پر قتل غارت گری کا بازار گرم کرنے کے لیے دل سے آمادہ اور تیار تھی۔

بھٹو منصوبہ کا دوسرا اہم نقطہ عدلیہ سے متعلق تھا۔ وہ ابتدا سے ہی عدلیہ کی آزادی کے خلاف تھے انہوں نے ملک کے عدالتی نظام کو تباہ کرنے کے لیے اسپیشل ٹربیونل قائم کیے

آئیے اب دیکھیں کہ اقتصادی اور سماجی میدان میں سابق وزیراعظم کے "کارہائے نمایاں" کیا ہیں سابق وزیراعظم نے جب اقتدار سنبھالا۔ اُس وقت مشرقی پاکستان ختم ہو چکا تھا، ایسے وقت میں ہر پاکستان مضطرب تھا اور ایک آواز پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے آمادہ کیا جا سکتا تھا، مگر مسٹر بھٹو نے کسی کا والہانہ تعاون حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بائیس امیر ترین خاندانوں کے بارے میں فرمایا کہ وُہ خوب جانتے ہیں۔ کہ کس نے کتنی رقم بیرون ملک جمع کرا رکھی ہے۔ وُہ واپس لائیں۔ اور خبر دینے والوں کے لیے انعام مقرر کیا گیا۔ آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا۔ کتنی رقم واپس آئی اور وُہ کہاں گئی۔

دوسرا اقدام صنعتوں، جہاز راں کمپنیوں، انشورنس اور بنکوں کو قومیانے کا تھا۔ پانچ برس تک حکومت پروپیگنڈا کرتی رہی کہ اس اخراجات میں کمی، انتظام میں عمدگی اور پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، تاہم اقتصادیات کا تھوڑا سا علم رکھنے والا شخص بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہے، کہ پھر سپلائی کیوں نہیں بڑھی۔ جھوٹ کا پول اُس وقت کھلا جب عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر مالیات

نے کراچی چیمبر آف کامرس میں اعتراف کیا۔ کہ "صنعتوں کو حکومت کی تحویل میں لینا غلط ہوا۔ اور آئندہ کوئی صنعت نہیں قومیائی جائیں گی۔ کیونکہ مزدور کی کارگردگی بہتر نہیں ہوئی"۔

ماہانہ تنخواہ پانے والے نوکر پیشہ ایڈمنسٹریٹر کو نہ تجربہ تھا، اور نہ مِل مالک کی طرح وُہ شب و روز عرق ریزی کر سکتا تھا۔ وُہ کھانے پینے کا عادی، چھ گھنٹہ کی ڈیوٹی مشکل سے دیتا۔ اُس کے بلا سے مشین میں تیل پڑے یا نہ پڑے، مزدور کام کرے یا نہ کرے، اُسے چاہئے پلا دے، چاہے مل سے لمبا اوقات غیر حاضر رہے، کارخانہ یا اِس کا کاروبار جائے بھاڑ میں۔ اُسے ماہوار تنخواہ ملتی رہے،

ادویات سازی جزک ناموں کی طفیل برباد ہوئی سب جانتے ہیں۔ کہ ادویات کی قیمتوں میں ایک پائی کی کمی نہیں ہوئی۔ البتہ دوائیوں کا معیار گر گیا۔ اور برآمد بھی۔

پبلک سروس کمشن کے ضابطہ کو خود بھٹو حکومت نے توڑا اور جس کو جہاں چاہا فائز کر دیا۔ اور فرمایا۔ ایک چپراسی براہ راست دفتر کا سپرنٹنڈنٹ ہو سکتا ہے۔ تعلیم اور تجربہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ تھا پیپلز پارٹی کے نعرہ "جمہوریت ہماری سیاست" کا عملی مظاہرہ

مزدوروں اور کسانوں کی فلاح و بہبود کا بہت شور تھا۔ اس میں صداقت ہوتی، تو آج محنت کش مہنگائی کے ہاتھوں پریشان نہ ہوتے خوشحال ہوتے اور پہیہ جام کی نوبت نہ آتی۔

تعلیمی پالیسی نے بچوں کی تعلیم کو ہی محال بنا دیا۔ طلبہ کو داخلہ ملنا مشکل ہو گیا۔ گنجائش اس کی مجھ نہ سکی۔ کیونکہ نئے سکول اور کالج کھلنے بند ہو گئے۔ پرائیویٹ انسٹی ٹیوٹ بند ہو جانے سے سرکاری سکولوں اور کالجوں پر رش بڑھ گیا۔ چنانچہ داخلے نہ ملنے سے اکثر کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔

جوبات کی خدا کی قسم لاجواب کی

بناسپتی گھی کا ڈبہ پانچ برس قبل چھ روپیہ کا ملتا تھا، مارکیٹ سے ایک روز گھی اچانک غائب ہو گیا لوگ تیل کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ایک ہفتہ بعد گھی نظر آیا۔ تو اُس کی قیمت دوگنی ہو چکی تھی۔ گھی کا بھاؤ چڑھتے چڑھتے ۲۸ روپے پر پہنچا اور لوگ چلائے تو ذخیرہ اندوز بولے کہ زیادہ قیمت اسمگلنگ کو روکنے کے لیے مقرر کی گئی ہے،

ہزاروں ٹیلفون ایسے افراد کو مل گئے، جو پیپلز پارٹی کے تھے اور مستحق نہ تھے، تو کہا گیا کہ وزیر مواصلات کے جعلی دستخط کرا کے حاصل کئے گئے ہیں۔ زمین کے پلاٹ اسکنڈل کو بھی یہ کہکر بٹھا دیا گیا، کہ کام صاحب کے جعلی دستخطوں سے ایسا ہوا ہے ــــ لیکن اس کا تدارک نہ کیا گیا۔ اب اگر وزیروں کی کرتوتوں کا یہ حال ہے تو اُن کے ماتحت کیا کچھ نہ کر گزریں گے۔ نوشیرواں بادشاہ نے بلا قیمت ایک انڈا حاصل کرنا اس لیے گوارا نہ کیا۔ کہ اُس کے ماتحت اس بہانہ سے علاقہ کی ساری مرغیاں کھا جائیں گے۔

لیکن ہمارے کرم فرماؤں نے کروڑوں روپوں پر ہاتھ صاف کرنے میں ذرا جھجک محسوس نہ کی۔

مسٹر بھٹو نے متفقہ آئین کا حلیہ بھی بگاڑ دیا اور اپوزیشن کی غیر حاضری میں من مانی ترمیمیں کیں۔ اور آئین کو لائل پور کا گھنٹہ بنا کر رکھ دیا۔ لائل پور کے کسی بازار سے دیکھیں تو گھنٹہ گھر نظر آتا ہے، ٹھیک اسی طرح آئینی ترمیموں کو دیکھیں تو ہر ترمیم کا مقصد بھٹو کی ذات کا تحفظ ہے۔ یہاں تک کر دیا۔ کہ کسی بھی جرم پر عدالت عالیہ وزیر اعظم کو عدالت میں طلب نہیں کر سکتی، سابقہ حکومت کی حکمت عملی کیا تھی،

(الف) ٹیکس غیر ترقیاتی کاموں کی نذر کرنا۔

(ب) مکان کا نعرہ لگایا اور نو سے نئی آبادی کر گندے مکانوں اور بھاری کرایہ پر رہنے کیلئے پابند کر دیا۔

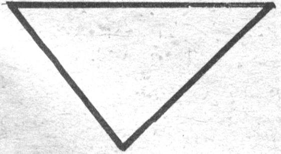
(ج) خسارے کا علاج۔ نوٹ چھاپنا۔ افراط زر پیدا کرنا اور غیر ملکی قرضے پر زور رہا اور جس طرح ہم سب جانتے ہیں، نیز یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سیلاب زدگان اور زلزلہ کے مصیبت زدوں کے لیے جتنی غیر ملکی امداد آئی تھی، وُہ کہاں خرچ ہوئی۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

ابھی تیسری دنیا کی قیادت کا بھوت سر پر سوار تھا، جنرل محمد ضیاء الحق نے اس جنون کو پابند سلاسل کر دیا۔ "فخر ایشیا" تو پاکستان کے علاوہ تیسری دنیا کے تیس ممالک کو بھی اپنی خود غرضی کی سیاست کی بھینٹ چڑھانا چاہتے تھے۔

خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔

قائدِ جمعیۃ
حضرۃ مولانا
مفتی محمود
کی
صحت یابی کے لیے
احباب خصوصی دعا کریں

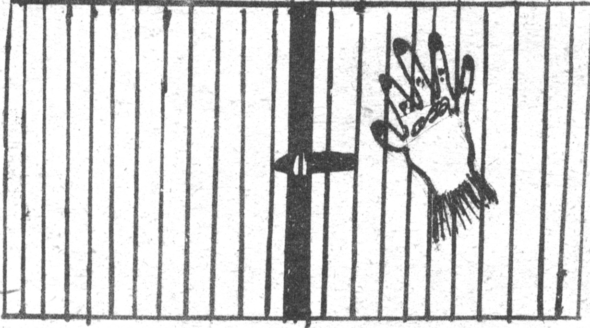


قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

چھ ہفتے کے غیر ملکی دورہ کے بعد وطن واپس پہونچ گئے ہیں۔ مفتی صاحب ان دنوں شدید علالت کے باعث ڈسٹرکٹ سول ہسپتال ڈیرہ اسماعیل خان میں زیر علاج ہیں جمعیۃ علماء اسلام کے قائمقام امیر حضرۃ مولانا محمد شریف وٹو اور صوبہ پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور نے ملک بھر میں تمام احباب سے اپیل کی ہے کہ وہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے خصوصی دعا کریں۔



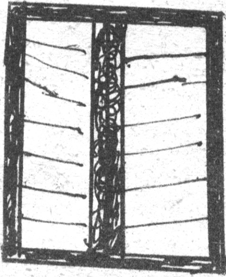
محمد زاہد
بلند شہری

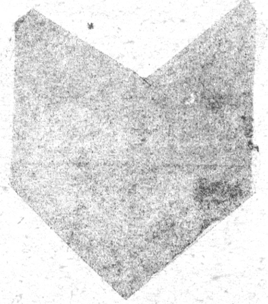


دستک

دستک

دستک





بارش جوں جوں تیز ہوتی جاتی تھی میرا دل قیامت خیز سردی کی وجہ سے ڈوبتی ناؤ کی طرح ہچکولے کھا رہا تھا اور دانتوں کے بجنے سے ایک نئی بحر سنائی دیتی تھی۔ میں نے اپنے قدم تیز کر دیئے۔ منزل تو اتنی دُور نہ تھی، البتہ اندھیری رات اور سردی کے باعث یہ راستہ گزوں کے بجائے میلوں معلوم دیتا تھا۔ میرے کپڑے بارش میں بھیگ کر لمحہ بھر میں جسم سے یوں چپک گئے جیسے دیواروں پر لگے ہوئے تازہ اشتہارات........

خدا خدا کر کے بارش تھمی اور اسی لمحہ مجھے میری منزل بھی دکھائی دینے لگی۔ جوں جوں دروازہ قریب آتا گیا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں۔ اور یوں میں اپنے دوست کے گھر کے دروازے کے سامنے اس کشمکش و پنج میں کھڑا سوچنے لگا کہ دستک دُوں، آواز دُوں یا دروازے کی چوکھٹ پر لگی الیکٹرک کال بیل انگلی کی جنبش سے دبا دُوں........

آخر کافی دیر اسی کشمکش و پنج میں مبتلا رہنے کے باوجود اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا اور یہ معاملہ میں نے "ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا" یعنی دل و ذہن کی مشترکہ "پارلیمنٹ" میں پیش کر دیا۔ دل نے فیصلہ دیا کہ دستک دی جائے، کیونکہ دستک آدمی کو ٹیلی فون کی گھنٹی سے زیادہ چونکا کر دیتی ہے۔ ایوانِ بالا نے (ذہن) اس کی شدید مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ عموماً لوگ دستک کم ہی سنا کرتے ہیں، کیونکہ کال بیل کے آنے سے دستک کا رواج ختم ہو گیا ہے، دستک صرف دروازے تک محدود ہے جبکہ کال بیل ان کے بیڈ روم میں ان کے کان پر نہایت عجیب و غریب انداز میں خطرے کے الارم کی مانند بجتی ہے اور اہلِ خانہ یوں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتے ہیں جیسے خطرناک ڈراونا خواب دیکھا ہو۔ دستک کا بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی گھر میں کُتّا ہو تو صرف پہلی ہی دستک میں آپکی ٹانگ پکڑ لے گا۔ آپ ملاقات سے زیادہ اپنے کپڑوں اور جسم کی حفاظت کو ترجیح دیتے ہوئے اپنا سامان لے کر یوں واپس ہوں گے جیسے جہانگیر انار کلی سے ملاقات کے لیے جائے اور سرکاری پہرہ دار یا خود شہزادہ ہونے کے اسے ملنے سے روک دیں، یوں وہ بغیر ملاقات کے حسرت و یاس کے ساتھ واپس لوٹ جاتے۔

دستک پر یہاں ایک دلچسپ بات یاد آئی کہ واپڈا کا ایک میٹر ریڈر ایک معزز گھر میں ہر ماہ میٹر ریڈنگ کے لیے جاتا تھا۔ عموماً اس کا معمول تھا کہ دستک دیتا۔ دستک کے بعد اہلِ خانہ میں سے کوئی صاحب تو بعد میں آتے، البتہ ایک عدد پلا ہوا خونخوار کتا حیوانیت کی جملہ خصوصیات کے ساتھ ان کا استقبال بھونک کر کرتا۔ یوں اہلِ خانہ کو پتہ چل جاتا کہ کوئی باہر آیا ہے، اگر میٹر ریڈر ہوتا تو اس کو چند منٹ ٹھہرنے کا فرماتے۔ چند منٹ بعد میٹر ریڈر کو میٹر پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی جاتی۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میٹر ریڈر نے حسبِ معمول دستک دی، مگر جواب میں کتے کی بھونک سنائی نہیں دی اور خاموشی طاری رہی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ آج کتا نہیں ہے، لہٰذا بلا خوف و خطر اندر چلے جانا چاہیے، چنانچہ یہ حضرت سیدھے اندر چلے گئے۔ انہوں نے میٹر پڑھنے کے بعد حسبِ معمول چیک کیا تو معلوم ہوا

پی-این اے کی یونیفارم جدید سفید ہاتھی مارکہ اور سُرخ ہتھوڑا درانتی مارکہ یونیفارموں سے بہتر ہے

کو میٹر کو چلنے سے روکنے کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں جو عموماً اس کی آمد پر ہٹا دیئے جاتے تھے۔ میٹر ریڈر نے سربراہ خانہ کو اندر سے بلایا اور انہیں بتایا کہ وہ اپنی معززی کے پردے میں گیا گل کھلا رہے ہیں۔ ان معزز حضرت نے میٹر ریڈر کے آگے تحفظِ عزت کی خاطر ہاتھ جوڑ دیئے کہ میرے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے اور اس کے عوض کچھ نذرانہ لے لیا جائے۔

....

چلتے چلتے دستک کے متعلق ایک اور بات ہو جائے:

ایک شخص کو عادت تھی کہ جہاں جاتا بغیر دستک کے شترِ بے مہار کی طرح گھسا چلا جاتا۔ ایک مرتبہ ایک گھر میں اس نے حسبِ عادت دستک دیئے بغیر گھسنے کی کوشش کی تو ایک جانب سے زوردار دھماکہ خیز آہنی سریا سر میں لگا، اگلے ہی لمحے وہ لڑکھڑا کر زمین پر آ رہا۔ بات دراصل یہ تھی کہ اس گھر میں کچھ غنڈہ عناصر نے زبردستی قبضہ کر لیا تھا اور تمام اہل خانہ کو ایک کمرے میں بند کر کے تمام مکان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور ۲ افراد گھر کی اوٹ میں کھڑے گھر کی نگرانی کر رہے تھے۔ اس شخص کے سر میں آہنی سریا انہی "نگران افراد" نے مارا تھا۔ اس حادثہ کے بعد اس شخص نے بغیر دستک کے داخل ہونے سے توبہ کر لی۔

کبھی کبھی دستک کسی خوشخبری کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ ایک گھر میں اہل خانہ بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے کہ اچانک دستک سنائی دی۔ خاتونِ خانہ دروازے پر آئیں تو ایک شخص کھڑا انہیں ٹیلی گرام دے رہا تھا، ٹیلی گرام آنے پر آدمی کی جو کیفیت ہوتی ہے اسے تحریر میں لانے کی ضرورت نہیں، تاہم ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ ٹیلی گرام کے آنے پر اکثر لوگ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور بعض لوگوں کے ہاتھ کانپنے شروع ہو جاتے ہیں۔!!

اور کچھ لوگ ٹیلی گرام کے لفافے کو اس قدر جلد بازی اور اضطرابی کیفیت میں چاک کرتے ہیں کہ تار کی تحریر دو حصوں میں منقطع ہو جاتی ہے۔ خاتونِ خانہ نے کانپتے ہاتھوں سے تار وصول کیا۔ ٹیلی گرام میں خاتون خانہ کے شوہر کی واپسی کے مطابق تحریر تھا جو عرصہ ۱۰ برس کے بعد آ رہے تھے۔

بعض اوقات دستک کچھ لوگوں کے لیے ذہنی اذیت کا باعث بنتی ہے تو صاحب! ہمارے ایک دوست جس محلے میں رہتے ہیں وہاں شرفا کا رہنا گناہ ہے۔ تمام دن محلے کے بچے ہمارے دوست کے بنگلے کے مین گیٹ پر مختلف انداز میں دستک دیتے ہیں۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دستک سے ہمارے دوست دستک کی آواز سُن کر باہر آتے ہیں تو بچے گلی کوچوں میں رفوچکر ہو جاتے ہیں، یوں تمام دن بچے انہیں تنگ کرتے ہیں۔ اب تک جو ہم نے دستک کی اقسام اور اس کے متعلق بتایا وہ انفرادی دستک سے تعلق رکھتا تھا۔ آیئے آج ہم آپ کو "اجتماعی دستک" کے متعلق بھی بتائیں۔

اجتماعی دستک میں اکثر و بیشتر پوری قوم شامل ہوتی ہے اور ہر شخص مختلف انداز میں دستک دے رہا ہوتا ہے۔

کچھ لوگ اس دستک میں اپنا "قلم" استعمال کرتے ہیں، کچھ لاؤڈ سپیکر، اور بعض اوقات اس دستک میں پتھر اور کبھی کبھار گولی کا استعمال بھی ناگزیر ہو جاتا ہے اور یہ اجتماعی دستک، دستک کی ایک نئی قسم آتش زنی پر منتج ہوتی ہے۔!!

اس اجتماعی دستک کی زد میں ہمارے گہرے دوست کی بہن اندرا گاندھی بھی آئیں۔ بیچاری اندرا جس نے اپنی قوم کو ایک "فاتح" کی حیثیت سے دنیا میں پیش کیا، مگر اس کی قوم "بے وفا نکلی، اور اس "احسان" کے باوجود بھارتی عوام نے اندرا کے "شاہی محلات" میں دستک دے ہی دی۔ اور یہ دستک ایک طویل عرصہ تک دی جاتی رہی، اس دستک کا نتیجہ یہ نکلا کہ "اچھی ہمسائی" اندرا گاندھی اپنے مضبوط تخت سے محروم ہو گئی جس نے عوام کی اس مشترکہ دستک میں شامل قلم سے دی جانے والی دستک کو روکنے کے لیے مختلف اخبارات کے دفاتر کی بجلی فیل کرا دی اور ان کے ایڈیٹران کو جیل کی ہوا کھانے کی "زیارت" کرائی۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دستک پر دستک دی جاتی ہے، گو کہ ایسا کم ہی ہوتا ہے، اگر ہو بھی تو کسی نوید یا کسی "ایکسیڈنٹل کیس" کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

دستک پر دستک کا ایک واقعہ ہمارے ایک گہرے دوست بس یوں سمجھ لیجیے کہ "منہ بولے بھائی" کے ساتھ پیش آیا گو کہ ہمیں ان کے ساتھ ہمدردی ہے، مگر کچھ "خفگی" بھی ہے، اگر ہم اپنے دوست کا نام بتائیں گے تو ڈر ہے کہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔ کیونکہ میری دوستی اس شخص سے ہے وہ میرا گہرا دوست ہے اور پوری قوم کا دشمن ہے قوم کے ساتھ اسی دشمنی کی وجہ سے میرے ان کے درمیان معمولی سی خفگی رہتی ہے۔

میرے دوست کسی زمانے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر، صدر اور پھر وزیر اعظم رہ چکے ہیں اب آپ کو بغیر نام بتائے سمجھ جانا چاہیے کہ میرا دوست کون ہو سکتا ہے؟

"عوامی نمائندوں" کے لیے خاموش کاٹیج، حیران روڈ، سنسان پور، ضلع چپ نگھے، صوبہ تاریکستان پُرسکون جگہ ہے!

رکھیں گے ..... اس پیشین گوئی کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی ۔ چونکہ انتخابی نشانات کا بھی کسی حد تک کچھ نہ کچھ پس منظر ضرور ہوتا ہے مثلاً قاتلوں کا نشان تلوار، بیل چرانے والوں کا بیل گاڑی، سائیکل سے نفرت کرنے والوں کا سائیکل، گیدڑوں کا نشان شیر اور مرغیاں چرانے والے نشان مرغی رکھتے ہیں۔ لیکن انتخابی نشان آلو کا پس منظر سمجھ میں نہیں آرہا ... چھوڑیں جی ہمیں کیا ہے۔ اپنا انتخابی نشان خواہ کوئی آلو رکھے ٹماٹر رکھے یا انڈہ ..... اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا واقعی اصغر خان صاحب بھٹو کی تقلید کر رہے ہیں۔ اسی بھٹو پیروی کے سلسلے میں وہ دھواں دھار غیر ملکی دورے بھی کر چکے ہیں، اور بھٹو کی طرز میں ہی لاف زنی کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں، مثلاً

"ہم غریبوں والا نظام مصطفےٰ لائیں گے۔"

"تحریک استقلال میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو موثر حکومت چلانے کے لیے ضروری ہیں۔"

"جمہوریت کے لیے ہمیں باہر نکلنا ہوگا۔"

(نوائے وقت)

اب اصغر خان صاحب کے مندرجہ بالا چار لفظ "باہر نکلنا ہوگا" قابل غور ہیں۔ چونکہ وہ قومی اتحاد سے باہر نکل چکے ہیں تو اب کس چیز سے باہر نکلنا چاہتے ہیں۔ کسی سیاسی گڑھے، دین سے، دنیا سے ... یا پھر آپے سے!

وزیراعظم بننے کی دیوانگی میں بھٹو صاحب کی پیروی کرتے ہوئے خواہ وہ آپے سے بھی باہر نکل جائیں قوم قطعاً دھوکہ نہیں کھائے گی، اور جس طرح انہوں نے قوم کو رلایا ہے، قوم انہیں رلائے گی، غم کی بانہوں میں جھولا جھلائے گی ..... بار بار شیشہ دکھائے گی۔ دل جلانے والوں کا دل جلائے گی اور پھر اصغر خان صاحب کی زبان سے "باہر نکلنا ہوگا" کے لفظ غائب ہوں گے اور ان کی جگہ مندرجہ ذیل چار لفظ ہوں گے۔

"اندر جانا ہوگا" .....

سالِ اقبال ملک بھر میں دھوم دھام سے منایا جا رہا ہے۔ جگہ جگہ مشاعرے ہو رہے ہیں شاعر نہایت فراخدلی سے اقبال کو ہدیہ عقیدت پیش کر رہے ہیں اور اقبال کے متعلق حضرت احسان دانش کی غزل کا مندرجہ ذیل شعر پوری قوم کے لیے چیلنج اور سوال بنا ہوا ہے۔

حیراں ہوں کہ اقبال کی تعلیم کا دانش
اس شہر کے لوگوں پہ اثر کیوں نہیں ہوتا

کچھ گستاخوں نے اس شعر کی پیروڈی یوں بھی کر رکھی ہے:

حیراں ہوں کہ اقبال کی تعلیم کا دانش
اقبال کے بیٹوں پہ اثر کیوں نہیں ہوتا

اس قوم پر تو اقبال کی تعلیمات کا اثر واقعی بالکل نہیں ہوا اور نہ ہی ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ بلکہ افسوس تو اس بات کا ہے ٹڑحق ہوئی رات کا ہے کہ یہ قوم اقبال کے نظریات اپنانے کی بجائے ان کی انتہائی مکروہ طریقوں سے منظم ہو کر اقبال کی نفی کرتی نظر آتی ہے۔ شاعر مشرق کا شعر ملاحظہ فرمائیے:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

مندرجہ بالا شعر کی روشنی میں اگر علامہ اقبال قوم کو متحد رہنے کا سبق نہ دیتے تو شاید قومی اتحاد کا مکمل اتحاد قائم رہتا اور علامہ اقبال کے نظریات کی نفی کی دھن میں اصغر خان صاحب اتحاد سے علیحدہ ہونے کی ضرورت محسوس نہ کرتے۔ سال اقبال سے پہلے قومی اتحاد قائم ہوا اور سال اقبال کے عروج میں اصغر خان صاحب نے "فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں" کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں۔ شاید ان کے نزدیک اقبال کی روح کو آرام پہنچانے کا صرف یہی ایک راستہ تھا اور شاید اس طرح سال اقبال کے عروج میں روح اقبال کو اپنے عمل سے اسی طرح آرام پہنچانا انتہائی ضروری خیال کیا ہو!

ہم بہت کچھ کہنا چاہ رہے ہیں، کہنا چاہتے ہیں، لکھنا چاہتے ہیں لیکن ان کے برا مان جانے کا ڈر ہے اور یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ "عقل آتی ہے بشر کو ٹھوکریں کھانے کے بعد"..... اس لیے اب ہم کچھ نہیں لکھیں گے، کچھ نہیں بولیں گے، کوئی تبصرہ نہیں کریں گے۔" مینڈیٹ کی کوز کام ہونے تک"۔

باہر نکلنا ہو گا — اصغر خان

دیوانے

لیلیٰ جان



انور صاحب سگریٹ کے دیوانے ہیں سگریٹ کبھی ان کی انگلیوں میں، کبھی ہونٹوں میں موجود ہوتی ہے۔ اس دیوانگی کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ "سگریٹ بہت خوبصورت چیز ہے اس میں سے دھواں نکلتا ہے، دھواں بھی کالا نہیں ہوتا، بلکہ شاعروں کی آئیڈیل آنکھوں کی طرح نیلا نیلا اور زلفِ یار کی طرح ہزاروں بل کھاتا ہوا ہمارے دل پہ ستم ڈھاتا رہتا ہے اور اس دھوئیں کے خوبصورت ذائقے کی مکمل تعریف انتہائی مشکل کام ہے۔ یہی ہماری دیوانگی کی وجہ ہے اس سے آگے ہم کچھ نہیں جانتے کیونکہ دیوانہ تو دیوانہ ہوتا ہے ہر غم سے بیگانہ ہوتا ہے اور دیوانگی کا وجوہات نہیں جانتا، اگر جان جائے تو سحر ٹوٹ جاتا ہے"۔

سلیم صاحب سے ان کی دیوانگی کے متعلق اصرار کیا تو انہوں نے ہمیں ایک شعر سنا کر ٹالنے کی کوشش کی۔

میری دیوانگی کا نام لے کر
کسی نے آپ کو بہکا دیا ہے

لیکن ہمارے بار بار اصرار پر پھر گویا ہوئے، ع

"غنیمت ہے کہ صدیوں میں کوئی دیوانہ ہو جائے"

مصرع سنا کر مسکراتے ہوئے اقرار کیا:

"سچ ہے ہم بھی دیوانے ہیں، ہر ایک بات سے انجانے ہیں، دنیا سے بیگانے ہیں، لیکن پھر بھی ہر ایک بین الاقوامی مسئلے پہ سنسنی خیز اور پُرتجسس باتیں کرنے کے عادی ہیں اور دیوانے ہیں کہ لوگوں کو خواہ مخواہ کی باتوں سے مصروف رکھیں، ہزاروں بار تبصرے کیے جائیں لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلے"۔

کچھ لوگ چائے کے دیوانے ہیں، کچھ انواع و اقسام کے کھانوں کے، کچھ عظیم شخصیتوں کے، کچھ آنسوؤں کے، کچھ مسکراہٹوں کے، پہلوان بڑے پہلوانوں کے، غنڈے کسی ایک بڑے نامور ڈاکو یا بدمعاش کے اور شریف آدمی کسی انتہائی شریف آدمی کے دیوانے ہوتے ہیں۔ لیکن دیوانگی کی وجہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ اس شخص کی طرح جو "آلوؤں" کا دیوانہ تھا، دیوانہ ہے، جس زمانے میں آلو بہت ہی سستے ہوا کرتے تھے اس زمانے میں وہ اپنی دیوانگی کی وجہ آلوؤں کا سستا ہونا ہی بتاتے تھے۔ لیکن جب آلو بہت زیادہ مہنگے ہوئے، تب بھی ان کی دیوانگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور وہ آلوؤں کی مہنگائی کو اس کی وجہ ٹھہرانے لگے۔ اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا:

"پہلے تو میں سستا ہونے کی بنا پر آلوؤں کا دیوانہ تھا لیکن جب بہت سے جلسوں میں یہ مجھ پہ انتہائی فراوانی کے ساتھ برسائے گئے تو میری دیوانگی میں کچھ جھول سا آنے لگا اور پھر مہنگے ہونے کی بنا پر دیوانگی میں جھول سا آنے لگا اور پھر مہنگے ہونے کی وجہ سے یہ سحر ٹوٹنے ہی والا تھا کہ مجھ پر یہ راز افشا ہو گیا کہ مہنگے ہونے کی وجہ سے مجھ پر جلسوں میں برسنے بند ہو گئے ہیں، بس میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور میری دیوانگی کی شدت عود کر آئی۔ میں آلو سے چمٹ گیا۔۔۔ اور آلو مجھ سے۔۔۔"

نئے سیاستدان، تجربہ کار اور پرانے سیاستدانوں کی شخصیتوں کے دیوانے ہوتے ہیں، کچھ سیاستدان کرسی کے دیوانے ہوتے ہیں۔۔۔ بھٹو صاحب بھی کرسی کے ہی دیوانے پروانے تھے اور اسی دیوانگی میں انہوں نے شرافت کے دریا بہائے۔ تبھی ہر شریف آدمی ان کی شرافت اور ان کا دیوانہ ہے۔۔۔ بلکہ سننے میں آیا ہے کہ اصغر خان صاحب بھی بھٹو صاحب کے دیوانے ہو گئے ہیں۔ یہ خبر کہاں تک سچی ہے اس کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا۔ لیکن اصغر خان صاحب کی موجودہ کارروائیوں سے یقین سا آتا جا رہا ہے یہی غم ہمیں کھائے جا رہا ہے۔ دلِ حزیں کے آنسو بہائے جا رہا ہے، دل کیوں نہ جلائے، آنسو کیوں نہ بہائے اور گوہر ایوب سب کو یہ کیوں نہ بتائے کہ اصغر خان صاحب آئندہ انتخابات میں اپنا انتخابی نشان بجائے ہوائی جہاز کے آلو

این ڈی پی بلوچستان تنظیمی بحران میں گرفتار

اور

تحریک استقلال بلوچستان خوش فہمی میں مبتلا!

کے طور پر قبول کرتے ہیں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے رہے اور آغا

پچھلی ڈائری میں آغا عبدالکریم خان کی اکبر بگٹی سے ملاقات تو آپ لوگوں نے اخبارات میں پڑھ لی، اب انہوں نے اخبار میں بیان دیا ہے کہ میری تحریک استقلال میں شمولیت غلط ہے، لیکن آغا صاحب ملاقات کی تردید نہ کر سکے۔ باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ این ڈی پی کے سربراہ شیر باز خان مزاری اور نائب صدر محترمہ بیگم نسیم ولی خان نے آغا صاحب کو منایا اور اس حد تک راضی کیا کہ فی الحال کوئی انتہائی قدم اٹھانے سے گریز کریں۔ اس کے علاوہ بھی این ڈی پی بلوچستان تنظیمی بحران سے دوچار ہے اور سب سے اہم مسئلہ پارٹی کی صوبائی قیادت کا ہے۔ نیپ کے کالعدم قرار دینے کے بعد اور بلوچستان کے حقیقی لیڈروں کے جیل جانے کے بعد ایک سیاسی خلا پیدا ہو گیا۔ اگرچہ اس خلا کو جمعیۃ علماء اسلام نے کافی حد تک پُر کر لیا، مگر نیپ کے حامی این ڈی پی بننے کے بعد بھی این ڈی پی کو نیپ کے نعم البدل کے طور پر ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کرتے رہے اور آغا عبدالکریم کی قیادت میں ایک الگ گروپ بن گیا۔ جب کہ این ڈی پی کی قیادت صرف پشتون علاقوں سے تعلق رکھنے والے نیپ کے بہی خواہوں نے سنبھال لی۔ جن میں مسٹر ہاشم خان غلزئی، ملک غلام سرور غلام دستگیر خان کرد، صالح محمد مندوخیل اور ملک محمد عثمان کانسی (سابق مشیر گورنر بلوچستان اکبر خان بگٹی) قابل ذکر تھے اور مذکورہ بالا افراد نے پی این اے کی تحریک میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ اور جیل گئے جب کہ آغا عبدالکریم گروپ الگ تھلگ رہا، لیکن پی این اے کی زبانی حمایت کرتا رہا۔ آخر بڑی کاوشوں کے بعد دونوں گروپ مل گئے، لیکن اس صورت میں آغا عبدالکریم خان کو چیف آرگنائزر اور کالعدم نیپ بلوچستان کے سابق جنرل سیکرٹری امیر الملک مینگل کو این ڈی پی بلوچستان کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس سے این ڈی پی نے سنبھالا لیا، لیکن ٹکٹوں کی تقسیم پر چھپے ہوئے اختلافات سامنے آئے۔ آغا گروپ ۷۰ء کے انتخابات کی روشنی میں صرف بلوچ علاقوں میں سیٹیں لینے کا حامی تھا۔ اور لے بھی لیں۔ اس سے پشتون علاقوں میں رہنے والے این ڈی پی کے حامیوں (جنہوں نے بلوچستان میں این ڈی پی کی تنظیم کی تھی) کو سخت دکھ ہوا اس کے علاوہ ڈیرہ ڈر کی صوبائی نشست پر بہاول خان ساتکزئی اور سردار دینار خان کرد کے درمیان ترجیح بھی ایک مسئلہ بن گیا۔ آغا عبدالکریم خان اور امیر الملک مینگل، بہاول خان ساتکزئی کو اور محمود عزیز کرد ڈ سردار دینار خان کرد کو ٹکٹ دینا چاہتے تھے۔ اس رسہ کشی سے بھی این ڈی پی بلوچستان کو کافی نقصان پہونچا اور ان عوامل ہی کی وجہ سے محمود عزیز کرد آغا عبدالکریم کی جگہ چیف آرگنائزر بن گئے۔

اگر بات یہاں تک ہوتی تو ٹھیک تھا، لیکن بی ایس او (بلوچستان سٹوڈنٹس آرگنائزیشن) بھی این ڈی پی کے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے۔ بی ایس او کالعدم نیپ کی طلبا تنظیم تھی اور جمعیۃ نیپ گورنمنٹ کے خاتمہ پر انہوں نے کچھ قربانیاں بھی دیں، یہ انتہائی قوم پرست ہیں اور این ڈی پی سے وجہ ناراضگی یہ ہے کہ انہوں نے بی ایس او کے مطالبہ سیکولرازم کو کیوں اپنے منشور کا حصہ نہیں بنایا ہے اور این ڈی پی کے لیڈروں کو بلوچ قوم کی قیادت کا حق ہی نہیں۔ اب بی ایس او میں بھی دو واضح گروپ بن گئے ہیں ایک گروپ جس کی قیادت مرکزی چیئرمین کر رہے ہیں این ڈی پی کی حمایت کر رہا ہے دوسرا گروپ جس کی قیادت مرکزی کمیٹی کے رکن حبیب جالب بلوچ اور صوبائی صدر ایوب بلوچ کر رہے ہیں، این ڈی پی کی بھرپور مخالفت کر رہا ہے اور انتہائی سخت قسم کے اخباری بیان جاری کیے جا رہے ہیں، بہرحال این ڈی پی کو اس بحران سے صرف اور صرف عطاء اللہ مینگل ہی شاید نکال سکیں۔

اس کے ساتھ تحریک استقلال بلوچستان کا ذکر بھی ہو۔ تحریک استقلال بلوچستان اکبر بگٹی کی شمولیت سے انتہائی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئی ہے۔ اگرچہ اکبر بگٹی کی شمولیت سے تحریک استقلال بلوچستان کی پوزیشن کچھ بہتر ہو گئی ہے، لیکن قومی اتحاد سے علیحدگی کے بعد تحریک بلوچستان میں وہ کامیابی حاصل نہ کر سکے گی جس کی اسے توقع ہے، البتہ قومی اتحاد کے ساتھ رہ کر ہی تحریک اپنی پوزیشن مستحکم کر سکتی تھی۔ بلوچستان کے مخصوص حالات اور عوام کی وجہ سے اب تحریک وہ پوزیشن حاصل نہیں کر سکی، کیونکہ تحریک استقلال کے لیڈر قومی اتحاد کے ساتھ رہ کر اور پی این اے کے صوبائی لیڈروں کے ساتھ تمام بلوچستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ اور ہر جگہ انہوں نے واضح الفاظ میں یہ عہد کیا ہے کہ نو جماعتیں اس وقت تک متحد رہیں گی جب تک کہ اس ملک میں مکمل اسلامی نظام عدل قائم نہ ہو گا آج بلوچستان کے عوام ضرور ان سے یہ سوال کریں گے اور کر رہے ہیں کہ آپ کا وہ وعدہ اور عہد کہاں گیا۔ اس کے

باقی ص ۲۱ پر

خود احتسابی

جماعتی زندگی کے لیے ضروری ہے

مولانا زاہد الراشدی

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے گذشتہ ہفتہ لیہ، کوٹ ادو، مظفر گڑھ، ملتان، دہاڑی اور بورے والا کا تنظیمی دورہ کیا اور اس دوران آپ نے دفاتر اور جماعتی کارکردگی کا جائزہ لینے کے علاوہ جماعتی عہدہ داروں و کارکنوں سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

آپ نے متعدد مقامات جماعتی کارکنوں کے غیر رسمی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے اس امور پر زور دیا کہ ہمیں دستور اور ڈسپلن کی پوری طرح پابندی کرتے ہوئے اپنے اندر خود احتسابی کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے اور ہر سطح پر اپنی کارکردگی پر تنقیدی نظر ڈالتے رہنا چاہیے تاکہ ہماری کمزوریاں اور کوتاہیاں سامنے آتی رہیں، اور ہم ملک کی سیاسی سیاست میں پہلے سے زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز جماعتی کردار کا مظاہرہ کرسکیں

جمعیۃ علمائے اسلام نظام مصطفیٰ کے نفاذ تک جدوجہد جاری رکھے گی

خانپور، گذشتہ روز کوٹ سمابہ کے نواحی قصبہ صوبے دا شہر میں ایک جلسہ عام ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے نائب امیر جناب مولانا شفیق الرحمان درخواستی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج اس پر فتن دور میں جب کہ ہر طرف سے کفر الحاد کی آندھیاں چل رہی ہیں، نظام مصطفیٰ کے مٹانے کے لیے ہر قسم کی سازشیں ہو رہی ہیں، جمعیۃ علمائے اسلام ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گی جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے نائب ناظم جناب مولانا قاری حماد اللہ شفیق نے اپنے خطاب کے دوران فرمایا کہ موجودہ انقلاب اسلام جو کہ عبوری حکومت قائم ہے اسلام کے نام پر آیا ہے اب پانچ ماہ کے عرصہ میں کوئی اسلام کی خدمت نہیں کی گئی، انہوں نے کہا کہ اصغر خان کی علیحدگی سے قومی اتحاد میں فرق نہیں آئے گا۔ اصغر خان نے علیحدگی اختیار کرکے شہیدوں کے خون سے غداری کی ہے اور نظام مصطفیٰ کی تحریک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے، جب کہ اصغر خان کیساتھ لادینی عناصر کا گٹھ جوڑ ہو چکا ہے، انہوں نے کہا کہ جمعیۃ علمائے اسلام قومی اتحاد کو مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ علامہ مولانا خان محمد صاحب گلابی نے کہا کہ آج دنیا پریشان ہے، مزدور کسان مزارعین ان سب کے مسائل کا حل صرف اور صرف اسلام ہے، انہوں نے حالیہ مہنگائی پر تشویش کا اظہار کیا اور حلقہ خان پور میں بڑھتی ہوئی چوریوں پر افسوس کیا اور کہا کہ اب جب کہ گندم کی کاشت اور کپاس کی فصل اٹھانے کا وقت ہے غریب عوام کی چوریاں زوروں پر شروع ہو گئی ہیں حالات میں مارشل لاء اور انتظامیہ کو سماج عناصر کے خلاف سخت کارروائی کرنی چاہیے۔

کپاس اور گنا کے کاشتکاروں کو بر وقت ادائیگی کی جائے، مولانا مصطفےٰ الرحمن درخواستی،

خان پور:- جمعیۃ علماء اسلام خان پور کے سرپرست اور قومی اتحاد خان پور کے جنرل سیکرٹری جناب مولانا مصطفےٰ الرحمن درخواستی نے کارکنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عوامی مسائل کے حل کی طرف توجہ دی جائے انہوں نے کارخانوں میں مزدوروں کی چھانٹیوں پر کڑی تنقید کی اور کہا کہ مارشل لاء انتظامیہ کے انتباہ کے باوجود کاٹن جننگ فیکٹریوں کے مالکان کپاس اور گنا کے کاشتکاروں کی بر وقت ادائیگی نہیں کرتے، بلکہ انہیں حکومت کے مقررہ کردہ نرخ کپاس بھی نہیں۔ اس لیے مارشل لاء انتظامیہ کو چاہیے۔ وہ کپاس کے کاشتکاروں کے اس شدید مشکلات کو حل کرے اور کاٹن جننگ فیکٹریوں کے مالکان کو پابند کریں، کہ کپاس کی رقم بر وقت ادا کریں ورنہ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے، انہوں نے کہ گنے کا حال یہ ہے، کہ گذشتہ سال کے گنے کی بھی ابھی تک ادائیگی نہیں کی گئی اور گنے کی قیمت موجودہ وقت کے لحاظ سے بہت کم ہے لہذا گنے کی قیمت کم از کم فی من دس روپے مقرر کی جائے جب کہ گنے کاشتکار گنے کی پیداوار میں حالیہ مہنگائی کی وجہ سے ان کو بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے آخر میں کارکنوں کو تلقین کی کہ تمام کارکن وہ اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کریں۔ اور عوامی مسائل کی طرف خصوصی توجہ دیں

شمولیت

مولانا محمد عبداللہ صاحب مدرسہ دار التوحید والسنۃ منڈھیالہ تیگہ کے صدر مدرس اور خطیب جامعہ مسجد منڈھیالہ تیگہ نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا، انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں جمعیۃ علماء اسلام ہی ایسی جماعت ہے، جو ملک پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کر رہی ہے، آپ نے کہا امیر مرکزیہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد اور یقین رکھتا ہوں، اور جمعیۃ کے پروگرام کی کامیابی کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کروں گا۔

کلور کوٹ

کلور کوٹ جمعیۃ علماء اسلام کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا، صدارت امیر شہر مولانا محمد معصوم صاحب نے کی، اجلاس میں نامور محقق صدر تحفظ ختم نبوت اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن جناب مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات حسرت آیات پر اظہار تعزیت کیا گیا۔ اجلاس نے مرحوم کے لیے مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔

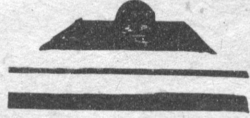
بقیہ شہر شہر سے

ان کی جماعت عوام کے غیظ و غضب سے نہیں بچ سکے گی۔ وہ شہداء نظام شریعت کے خون کا جواب دے۔ ایسے بدنام سیاست دانوں کو کیفر کردار تک پہنچا دینا چاہیے۔

رپورٹ: محمد یعقوب شیخ

قومی اتحاد میں اِنتشار کی من گھڑت کہانی

ادیبوں و صحافیوں کو بہت احتیاط کرنی چاہئیے



ہفت روزہ صحافت نے پاکستان قومی اتحاد کے ممتاز رہنما جناب مولانا شاہ احمد نورانی کا انٹرویو شائع کیا ہے، اِس انٹرویو میں مولانا شاہ احمد نورانی سے ایسی باتیں منسوب ہیں، جو واقعہ اور حقیقت کے خلاف ہیں۔

پاکستان قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل جناب پروفیسر غفور احمد صاحب ملتان تشریف لائے تو شیخ عبد الحمید کی رہائش گاہ پر انہوں نے پریس کانفرنس سے خطاب کرنا تھا، اِس کے بعد حلقہ احباب کی مجلس لگی۔ راقم نے مولانا نورانی کے انٹرویو کی تصدیق چاہی تو پروفیسر صاحب نے تصدیق کی بجائے تردید کر ڈالی۔

پروفیسر صاحب نے بتایا کہ مارچ کے انتخابات کا وقفہ بہت کم رکھا گیا تھا۔ پاکستان قومی اتحاد نے اس کم وقت میں ٹکٹ تقسیم کرنے تھے۔ بہت مشکل مرحلہ تھا، مگر اتحاد کی برکت سے یہ مشکل بھی آسان ہو گئی صوبہ سرحد کے ٹکٹ اہلیت کی بنیاد پر اور تحریک استقلال کے مقررہ کوٹہ کے مطابق تقسیم ہوئے، کسی ایک پارٹی یا دو پارٹیوں کی اکثریت کا کوئی مسئلہ نہ اُس وقت تھا اور نہ اکتوبر کے انتخابات میں۔

البتہ بلوچستان کے بائیکاٹ کی وجہ سے یہ ٹکٹ از سر نو اب تقسیم کیے گئے۔ یہ معاملہ بھی بہت کٹھن تھا، اِسے حل کرنے کے لیے مفتی صاحب نے رات بھر اجلاس جاری رکھنے کا فیصلہ کیا میں تو جماعت کے مرکز منصورہ آ گیا۔ ہماری جماعت کے نمائندگان صبح سویرے پہنچے خاصے تھے، انہوں نے بتایا کہ صرف ایک صوبائی سیٹ جماعت کو دی جا رہی ہے جو ہمیں منظور نہیں ہم واک اوٹ کر آئے ہیں۔

صبح میں ڈیوس روڈ گیا مفتی صاحب سے بات کی انہوں نے بتایا کہ تمام فیصلے باہم مشورہ سے ہوئے، ہم نے تو واک آؤٹ ہونے یا نہ ہونے کو محسوس نہیں کیا ہم تو یہ سمجھے کہ جماعت اسلامی کے ارکان نماز فجر کے لیے اٹھے ہیں۔ دوسرے حضرات سے معلوم کیا سب نے یہی بتایا، پھر باقاعدہ اجلاس ہوا، تو اِس مسئلہ پر مولانا شاہ فرید الحق نے بڑی مربوط اور مبسوط تقریر فرمائی اور بتایا کہ بلوچستان کی سیٹوں کا فیصلہ باہمی اعتماد اور خلوص کی بنیاد پر ہوا ہے، اور ہم سب اِس کو خوش دلی سے تسلیم کرتے ہیں کسی قسم کا اعتراض ہمیں نہیں ــــ میں نے خیال کیا جب تمام جماعتوں کے معزز نمائندے مطمئن ہیں۔ تو پھر مجھے بھی اصرار نہیں کرنا چاہیئے جو فیصلہ ہو چکا ہے، اُسے قبول کر لینا چاہیئے، چنانچہ میں نے بھی تصدیق کر دی۔

جماعت کے بلوچستان صوبہ کے نمائندوں نے آخر تک اس فیصلہ پر اعتراض جاری رکھا اور ایک موقع پر تو یہ اعلان بھی کر دیا، کہ ہم ایک سیٹ جو ملی ہے اُسے واپس کرتے ہیں، جماعت نے ایک حکم جاری کیا اور صوبہ بلوچستان کی جماعت کو پاکستان قومی اِتحاد کے فیصلہ تسلیم کرنے کو کہا گیا اس طرح یہ مسئلہ حل ہوا۔ میرے علم میں یہ بالکل نہیں کہ جمعیتہ علمائے پاکستان کے کسی نمائندے نے اعتراض کیا ہو۔ یا کوئی گلہ شکوہ کیا ہو ـــــ

بلوچستان اور صوبہ سرحد کی سیاست کو یہ تصور کہ دو جماعتوں کو اکثریتی حیثیت حاصل ہو گئی ہے قیوم خانی سیاست ہے، ــــــ واقعہ یہ ہے، کہ قیوم مسلم لیگ، مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے یہ پھر حکومت کے ساتھ رہے، مفاد اُٹھایا، اور قومی امنگوں عوامی مفادات سے انہوں نے ہمیشہ غداری کی ہے،

جہاں تک ولی خان کا تعلق ہے یا این، ڈی پی کا یہ مخلص لوگوں کی جماعت ہے، اور اِس وقت پاکستان کو اخلاص کے ساتھ ہی متحد رکھا جا سکتا ہے، غرض مند اور مفاد پرست لوگ اب پاکستان کو نہ متحد رکھ سکتے ہیں، اور نہ خدمت کر سکتے ہیں۔

خبریں بنانے اور گھڑنے میں فرق رکھنا چاہئیے

قمر ہاشمی

کہروڑ پکا ضلع ملتان میں
جناب قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ
ناظم عمومی "جمعیت علماء اسلام" صوبہ پنجاب
کی پریس کانفرنس

رپورٹنگ
محمد شریف نعمانی

کہروڑ پکا۔ جمعیتہ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم عمومی قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ نے پریس کانفرنس کے دوران مطالبہ کیا کہ محدود سیاسی سرگرمیاں بحال کی جائیں انہوں نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی تقریر میں یکم نومبر سے محدود سیاسی سرگرمیوں کی بحالی کا اعلان کیا تھا، مگر سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لیئے بغیر نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس میں دانستہ طور پر تعطل بڑھتا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ اگر محدود سیاسی سرگرمیاں بحال کر دی جائیں تو قومی اتحاد اور دوسری سیاسی جماعتیں اپنی صفوں کو درست کر سکتی ہیں اور سیاسی تعطل ختم ہونے کا امکان ہے، انہوں نے جنرل ضیاء الحق کے اس اعلان پر تعجب کا اظہار کیا کہ حکومت کے غیر سیاسی مشیر مقرر کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ سیاسی امور کے غیر سیاسی لوگوں کے ہاتھ میں دیئے جا سکتے ہیں، قاری نورالحق نے کہا کہ ملک میں اخلاقی جرائم اور سماجی برائیوں میں اضافہ ہو رہا ہے مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے، انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اگر یہی صورتِ حال برقرار رہی تو ملک معاشی بحران سے دوچار ہو سکتا ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ ملکی حالات کو سنبھالا دیا جائے، انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ بزعم خود بعض اسلامی جماعتیں اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے معیشت کو نظر انداز کر رہی ہیں، حالانکہ اسلامی نظام میں کسی فرد یا جماعت کی اجارہ داری نہیں ہوتی اور اسلام میں انسان کی بنیادی ضروریات روٹی، کپڑا، مکان کی فراہمی پر خصوصی توجہ دی گئی ہے،

لیکن یہاں اُلٹی گنگا ہے، جو شخص انسان کی بنیادی ضروریات کی بات کرتا ہے، اس پر فتوے لگائے جاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اگر اسلام کے معاشی نظام کو اپناتے ہوئے ملک میں زکوٰۃ سسٹم جاری کر دیا جائے، تو ملک سے غربت و افلاس کا خاتمہ ہو سکتا ہے، انہوں نے مطالبہ کیا کہ آئندہ عام انتخابات کی تاریخ کا اعلان کیا جائے اور سیاسی سرگرمیاں بحال کی جائیں۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ خان عبدالولی خاں کو فوراً رہا کیا جائے اور سپریم کورٹ میں نیا ریفرنس پیش کر کے ولی خاں اور اُن کے ساتھیوں کو صفائی کا موقع دیا جائے، انہوں نے کہا کہ عبدالغفار خاں کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ دے چکے ہیں۔ اور اب کوئی وجہ نہیں کہ ان لوگوں کو پابند سلاسل رکھا جائے، انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف سپریم کورٹ میں ریفرنس پیش کیا جائے، کیونکہ ان کے خلاف لوٹ مار ملک دشمنی اور قتل و غارت گری کے بے شمار الزامات ہیں، اس پریس کانفرنس میں روزنامہ امروز اور روزنامہ آفتاب کے نمائندوں کے علاوہ جمعیتہ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے ناظم عمومی محمد شریف نعمانی اور جمعیتہ کہروڑ پکا کے ناظم قاری عبدالرحمان قریشی اور خازن شیخ صدیق احمد نے شرکت کی۔

جڑانوالہ

گذشتہ دنوں ایک ہنگامی اجلاس مولانا میر زاہد مدظلہ، کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد ڈاکٹر محمد یاسین کلبی ناظم نشر و اشاعت جمعیت علماء اسلام تحصیل جڑانوالہ نے ایک مشترکہ بیان میں مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رح کی وفات پر گہرے کرب اور دکھ کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا صاحب رح کی وفات امتِ مسلمہ کے لیے ایک عظیم حادثہ ہے ان کی وفات سے ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پُر نہیں ہو سکتا۔ ہم دعاگو ہیں کہ رب العزت مولانا کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مولانا کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

ملک میں محدود سرگرمیاں اور انتخابات کی تاریخ کا اعلان کیا جائے

ملک میں زکوٰۃ کا نظام نافذ کر دیا جائے تو ۔۔۔ افلاس و غربت ختم ہو سکتی ہے!

مولانا قاری محمد حنیف ملتانی کے والد محترم انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ملک کے نامور خطیب حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی کے والد محترم جناب حاجی محمد یعقوب عید الاضحی کی شب کو ملتان میں انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون،

عید الاضحی کی نماز کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مسجد مدنی کے احاطہ میں انہیں سُپرد خاک کر دیا گیا۔

مرحوم انتہائی نیک دل اور خدا ترس بزرگ تھے اور مسجد و مدرسہ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے،

گذشتہ روز جمعیتہ علمار اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے ملتان کے تنظیمی دورہ کے موقع پر مولانا قاری محمد حنیف ملتانی سے تعزیت کی اور مرحوم کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔

قاری محمد حنیف صاحب نے ملک بھر میں تمام جماعتی احباب سے درخواست کی ہے، کہ وہ ان کے والد مرحوم کو ایصال ثواب اور ان کی مغفرت و بلندی درجات کے لیے خصوصی دُعا کریں،

تنظیمی دورہ

جمعیتہ علمائے اسلام ضلع ملتان کے امیر سید خورشید عباس گردیزی اور جنرل سیکرٹری مولانا عبد القادر قاسمی نے خانیوال، چک ۳۰، ۲۶ ٹھیٹھ چک ۲۸، ۲۱ سہو والہ عبد الحکیم، کوٹ اسلام، باگڑ سرگانہ، دھنی چند جبلادر، کبیر والا، نڈوعال، کوئٹہ، دنیا پور، ذخیرہ، کہروڑ پکا، لودھراں، شجاع آباد، کا دورہ مکمل کر لیا، آج بلوچاں، محمدال، تھل نجیب، اور جھوک دنیس جا رہے ہیں،

سید خورشید عباس گردیزی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جب تک کسی جماعت کا اپنا ڈھانچہ مضبوط نہ ہو۔ نہ وہ اتحاد میں اور نہ قومی سیاست میں مضبوط کردار ادا کرنے کے لائق تصور ہو گی۔ اس لیے جمعیتہ علماء اسلام کے تمام یونٹوں کو اپنی سطح پر فعال اور منظم ہونا چاہیے،

یوم عثمان سرکاری سطح پر منایا جائے

جمعیتہ علمائے اسلام ملتان شہر کے امیر حاجی حق نواز جنرل سیکرٹری نور عالم قریشی سرپرست اعلےٰ حاجی ہدایت اللہ اور شمیم محمد یعقوب نے ایک مشترکہ بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ حضرت عثمان ذالنورین کا یوم سرکاری سطح پر منایا جائے۔

تعطیل عام ہو۔ اور تعلیمی اداروں میں مجالس ہوں، جمعیتہ کے مقامی رہنماؤں نے کہا ہے کہ ہمارے تمام مسائل کا حل صرف یہ ہے کہ خلفائے راشدین کا طرز حکومت اپنایا جائے، کمزور، غریب، مزدور، کسان کی طاقت کو تسلیم کیا جائے اور ان کے حقوق سرمایہ داروں زمینداروں سے دلائے جائیں۔

مولینا قاضی عبد القیوم کلاچی رحمہ وفات پا گئے

کلاچی کے مشہور عالم دین مولانا قاضی عبد القیوم صاحب رح جو مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے فاضل اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے تلامذہ میں تھے، ۸ ذی الحجہ کو اچانک انتقال فرما گئے، مرحوم نہایت لائق اور خلیق نوجوان تھے اور حضرت قبلہ مولانا قاضی عبد الکریم صاحب مدظلہ مہتمم نجم المدارس کلاچی کے بہنوئی تھے، علاقہ بھر نے مرحوم کی رحلت کو شدت سے محسوس کیا۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ حق تعالیٰ پسماندہ گان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور موصوف کے صاحب زادگان کو عالم با عمل بنا کر عمر خضر نصیب فرمادے (آمین)

حبیب آباد، شجاعباد ملو

گذشتہ روز مدرسہ عربیہ اشرف العلوم حبیب آباد شجاع آباد میں ایک اجلاس ہوا جس میں حضرت پیر طریقت شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد عبد اللہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد المجید صاحب ناظم مدرسہ مغدر د حضرت مولانا عزیز احمد صاحب محترم مدرسہ مند و مشہور د طالب علم ملک عبد المجید زاہد صاحب نے اپنے مشترکہ بیان میں عالم اسلام کے نامور دینی پیشوا حضرت مولینا الحاج محمد یوسف بنوری رح کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرماوے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل دے

حلقہ خانپور، الوبیہ، ریالہ، ایبٹ آباد

کارکنان جمعیتِ علمار اسلام حلقہ خانپور، الوبیہ ریالہ، کا ایک اجلاس بمقام بگلیاں ارشاد بلڈنگ، زیر صدارت راجہ محمد ارشاد صاحب منعقد ہوا۔ جس میں علاقے کے علمار کرام اور کارکنانِ جمعیت نے شرکت کی۔ اجلاس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست:۔ قاری محمد طیب صاحب عباسی

امیر:۔ راجہ محمد ارشاد صاحب عباسی

نائب امیر:۔ مولانا عبد الوحید صاحب خطیب جامع مسجد، ریالہ۔

ناظم نشر و اشاعت:۔ صوفی محمد احسان صاحب عباسی

ناظم عمومی:۔ منشی حاجی محمد عبد ال صاحب۔

خازن:۔ راجہ مبارک حسین عباسی

رستم ضلع سکھر

جامعہ ولینہ دار الفیوض رستم کے مہتمم مولانا عبد الحق نے مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ خدمت میں زبردست خراج تحسین پیش کیا حضرت مولانا مرحوم کے لیے قرآن مجید ختم کرا کے دعا کی گئی اور پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے

جمعیۃ میں شمولیت

جمعیۃ العلمائے اسلام شیر شاہ (کراچی غربی) کے جنرل سیکرٹری جناب عمران شاہ نے ٹنڈو الہ یار کے جناب رئیس خان اور رئیس امام الدین خان کی جمعیت العلمائے اسلام میں شرکت کا خیر مقدم کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علمائے اسلام کا مشن پاکستان میں اسلامی نظام برپا کرنا ہے۔ حالیہ تحریک کے دوران عوام نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ صرف اور صرف اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ اب جمعیت علمائے اسلام کا مشن پوری قوم کا مشن ہے۔ آپ کی شمولیت اس مشن کی تکمیل اور ہمارے لیے باعثِ تقویت ہے۔

جناب عمران شاہ نے ٹنڈو الہ یار کے جناب محمد عیسیٰ خارانی کو بھی مبارکباد دی جن کے کامیاب دوروں سے ہزاروں لوگ جمعیت میں شامل ہوئے۔

اظہارِ تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا کے امیر حکیم حبیب احمد صاحب قریشی صدیقی اور تحصیل لودھراں کے ناظمِ اعلیٰ محمد شریف نعمانی نے اپنے ایک بیان میں عالم اسلام کے عظیم فرزند مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور آپ کی وفات کو پوری ملت کے لیے عظیم نقصان قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ کبھی پُر نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے مولانا مرحوم کے لیے دعا کی کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمادے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیے۔ (آمین)

جمعیۃ علماء اسلام کا تنظیمی دورہ

جمعیت علمائے اسلام ضلع رحیم یار خان کے ضلعی امیر جناب مولانا غلام ربانی جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی شوریٰ کے ممبر جناب میاں سراج احمد صاحب دین پوری، مولانا شفیق الرحمان درخواستی نائب امیر ضلعی جمعیت مولانا غلام مصطفےٰ ضلعی جمعیت کے ناظمِ اعلیٰ۔ جمعیت علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے نائب ناظم جناب مولانا قاری حماد اللہ شفیق مورخہ ۱۹، ۲۰ نومبر کو تحصیل صادق کے شاخہائے جمعیۃ خیر پور کوٹ، بجر خاں کوٹ، سنہری بند ور عباسیان مضافات توحید آباد مکھن چک نمبر ۱۹۵ باڑہ سنجھاڑ پور بھوتہ واہن میرے شاہ کا تفصیلی دورہ کریں گے۔ جس میں جماعتی تنظیمی امور پر غور و خوض ہوگا۔

عیدالاضحیٰ کے بعد تحصیل خان پور رحیم یار خان اور تحصیل لیاقت پور کا تفصیلی دورہ کیا جائے گا۔ تمام شاخہائے جمعیۃ کے عہدیداروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے تمام ممبران کو جمع کر کے ضلعی تنظیم کو مضبوط بنائیں۔

مانانوالہ

جمعیت علمائے اسلام مانانوالہ کے اراکین اور دیگر مسلمانانِ مانانوالہ کا ایک عظیم تعزیتی اجتماع گزشتہ جمعۃ المبارک کو مسجد جامعہ رشیدیہ میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ جامعہ رشیدیہ مانانوالہ کے خطیب قاری شبیر احمد نفیس نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بنوریؒ عالمِ اسلام کی عظیم شخصیت تھے۔ وہ ایک نامور محدث، معلّم، فقیہ اور متوکل علی اللہ بزرگ تھے۔ آخر میں مولانا مرحوم کے لیے اس عظیم اجتماع میں پورے خضوع و خشوع سے دعائے مغفرت کی گئی۔

اظہارِ تعزیت

جمعیت علمائے اسلام بھکر کے جنرل سیکرٹری حافظ ممتاز علی صاحب نے اپنے ایک بیان میں رئیس المحدثین حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ کی وفات کو علم و فن کی موت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا بنوریؒ نے برصغیر میں جو علمی و دینی خدمات سرانجام دی ہیں پوری ملتِ اسلامیہ ان کی زیر بارِ احسان ہے۔ مولانا مرحوم علمی و عملی کمالات کا مجموعہ، زہد و تقویٰ کی تصویر، شرافت و دیانت کا نادر نمونہ تھے۔ مولانا کی وفات پوری ملتِ اسلامیہ کے لیے عظیم سانحہ ہے جس کا تدارک ممکن ہی نہیں۔

فیصل آباد

۱۳ نومبر بعد نمازِ عصر مکی مسجد غلام محمد آباد فیصل آباد میں جمعیۃ علمائے اسلام یونٹ نمبر ۵ کا اجلاس زیرِ صدارت ماسٹر محمد یوسف منعقد ہوا۔ جس میں یادگارِ سلف محدثِ جلیل (جانشینِ حضرت امام انور شاہ کشمیریؒ) علامہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کی ناگہانی موت پر اظہارِ افسوس کیا گیا اور ان کی دینی اور ملّی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ نیز تلاوتِ قرآنِ پاک کے بعد ایصالِ ثواب بھی کیا گیا۔

مولوی محمد صدیق لالی خازن جمعیۃ علماء اسلام کورنگی کراچی کے فرزندِ ارجمند عزیزی محمد عالم کے قتل پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور حکومتِ وقت سے پُر زور مطالبہ کیا گیا کہ قاتل کو جلد از جلد گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ ہم سب ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

علماء کونسل لاہور

جمعیت علمائے اسلام کے رہنما اور علماء کونسل کے سیکرٹری میاں عبدالرحمٰن، میاں محمد حنیف، ملک شیر محمد، مولانا اللہ داد، مولانا محمد اسحاق، قاری غالب امجد، مولانا سعید الرحمٰن علوی، قاضی عبدالحئی ایڈووکیٹ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مسلمانوں کے لیے نظامِ شریعت ایک عظیم دولت ہے اور نظامِ شریعت ایک جامع اور انقلابی نظام ہے، امن اور سلامتی کا درس دیتا ہے اور پوری دکھی انسانیت کو اتحاد میں جوڑ دیتا ہے۔ غیر مسلم اقوام نے اس نظام کے اصولوں کو اپنا کر ترقی کی منزل پر گامزن ہیں، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلم سوسائٹی کے افراد آج اس نظام کو بھولے بیٹھے ہیں۔ چند خود غرض لیڈر کرسی کی خاطر اور وقتی اقتدار کے حصول کے لیے اسلامی اتحاد کو نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں ایسے لیڈر کبھی بھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جو نظامِ شریعت اور شہدائے نظامِ شریعت سے غداری کرتے ہوں۔ قوم ایسے لیڈروں کو کبھی بھی معاف نہیں کر سکتی۔

تحریکِ استقلال کو جماعت کا نام بدل کر غیر استقلال رکھ لینا چاہیئے۔ اصغر خان اور

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے (ادارہ)

کتاب "کاروانِ احرار"
از : جانباز مرزا۔
ناشر: مکتبہ تبصرہ گلستان کالونی لاہور
قیمت: ۲۰ روپے
صفحات : ۵۱۲ –

جانباز مرزا سیاسی اور علمی حلقوں کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ موصوف کاروان احرار جلد اوّل و جلد دوم سے قبل کئی ضخیم اور قابل اعتماد کتابیں لکھ کر علمی، ادبی اور سیاسی حلقوں سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔!

زیر نظر کتاب "کاروان احرار" جلد دوم مرزا صاحب کی دیدہ ریزی، وسعت نظری اور محنت شاقہ کا ایسا شاہکار ہے جس کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔

اس کتاب میں مؤلف نے گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کو اس قدر مربُوط اور مبسُوط انداز میں پیش کیا ہے کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو سینکڑوں نہیں ہزاروں کتابوں کی ورق گردانی کی زحمت سے بچا لیا ہے۔

جانباز مرزا نے اپنی روایت کے مطابق ہندی کی چندی اور بال کی کھال نکالنے میں کسر نہیں اٹھا رکھی۔ گذشتہ پچاس سال میں شائع ہونے والے پرانے اخبارات و جرائد کی فائلیں انہوں نے جس دل گردے اور جس ہمت مردانہ سے چھانی ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔ آئندہ تاریخ کے اس پہلو پر خامہ فرسائی کرنے والے حضرات شاید ہی کاروان احرار سے صرف نظر کر سکیں۔

کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ حالات و واقعات کو تسلسل وار بیان کر کے قارئین کو ذہنی الجھن سے بچا لیا ہے جبکہ اکثر مؤلفین اور مورخین اس چیز کا خیال نہیں رکھتے، اور واقعات کا تسلسل گنجلک ہو کر رہ جاتا ہے۔

دوسرا یہ کہ جانباز مرزا صاحب نے مجلسِ احرار سے وابستگی کے باوجود کتاب کو محض مجلس احرار کی وکالت کا ذریعہ نہیں بنایا۔ بلکہ بلا کم و کاست غیر جانبدار مؤرخ کی حیثیت سے جہاں جو کچھ پایا نقل کر دیا۔ ورنہ تو لوگ اپنے ہی پیمانوں پر واقعات کو ناپ تول کر اصل حقائق و واقعات ہی کو مثلہ کر دیتے ہیں۔

انتہا یہ کہ مرزا صاحب غیر جانب داری کی اس راہ پر چلتے چلتے اتنے دور نکل گئے کہ ایک مقام پر ان سے اچھا خاصا تسامح ہو گیا۔ ہمارا اشارہ کتاب کے صفحہ ۳۸۸ کی طرف ہے جس پر مرزا صاحب نے مشہور مسلم لیگی رہنما جناب اصفہانی کی کتاب: "مسلم لیگ" سے ایک ایسا حوالہ نقل کر دیا ہے جو سر تا سر کذب اور افترا ہے اور جس میں عظیم المرتبت اور جلیل القدر شخصیتوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں جو اصفہانی صاحب کی دیانت و امانت کی غماز ہیں۔ جبکہ ان جلیل القدر ہستیوں سے ہزار اختلاف رکھنے والے، ان کے کھلے دشمن بھی ان کے کردار میں جھول تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مرزا صاحب ہماری معروضات پر غور فرماتے ہوئے آئندہ ایڈیشن میں اس غلط حوالے کو نہ صرف حذف فرما دیں گے بلکہ اعتذار بھی شائع کر کے پوری دنیا میں بسنے والے ان رفیع الدّرجات انسانوں کے کروڑوں متوسلین کے اضطراب کو دُور کر دیں گے۔

اس ایک حوالے کے علاوہ ہم پوری ذمہ داری سے یہ عرض کریں گے کہ کتاب کے مندرجات میں امکانی حد تک احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ کتاب اپنی معنوی خوبیوں کے علاوہ ظاہری حسن سے بھی آراستہ ہے۔ اہل علم حضرات کو چاہیے کہ وہ یہ کتاب نہ صرف خود خریدیں، بلکہ اپنے دوستوں کو بھی اس سے استفادہ کرنے کا مشورہ دیں۔

طلباءؑ کی دنیا

رپورٹنگ ظہیر میر

پورے عزم سے اپنی جدوجہد جاری رکھئے۔ ہماری منزل قریب ہے۔ قائدِ طلبہ

جمعیۃ طلباء اسلام طلباء کی واحد نمائندہ تنظیم ہے!

(جاوید ابراہیم پراچہ۔ مرکزی نائب صدر)

سکھر، ۲۴، ۲۵ نومبر کو جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے زیرِ اہتمام سکھر میں تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ یہ اجتماع حاضری کے لحاظ سے اپنی منفرد حیثیت کا حامل تھا۔ اس اجتماع میں مختلف نشستوں سے درج ذیل عمائدین نے خطاب کیا۔ حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی، مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف، مولانا غلام قادر صاحب، خالد محمود کراچی میاں محمد عارف صاحب مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، محمد فاروق قریشی مرکزی ناظم عمومی، سید سراج احمد شاہ صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ، عبدالرؤف ربانی ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ، غلام قادر بروہی، محمد رفیق صاحب، اور محمد فاروق شیخ صدر جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ، یاد رہے کہ اجتماع المہران کلچر سنٹر سکھر میں منعقد ہوا، اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے۔ قائد طلباء جناب میاں محمد عارف نے کہا، ہمیں فخر ہے۔ کہ ہم علماء حق کی قیادت میں اس ملک میں اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ مجھے اُمید ہے، اگر آپ لوگوں نے اسی طرح اپنی کوشش جاری رکھیں تو وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی منزل کو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ نے صوبہ سندھ کی جمعیۃ طلباءؑ اسلام کی کارکردگی کو سراہا اور انہیں اتنا بڑا اور کامیاب اجتماع منعقد کرانے پر دلی مبارک باد پیش کی۔ آپ نے اُن علماء کرام کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات طلبہ کی نظر کر کے شفقت فرمائی آپ نے کہا جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی تنظیم ہر لحاظ سے ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے، یہاں کے ساتھیوں نے ہر مشکل وقت میں اہلِ حق کا ساتھ دیتے ہوئے اپنی قربانیاں پیش کی ہیں، آپ نے سید منیر احمد شاہ شہیدؒ کو بھی شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ منیر احمد شاہ کی شہادت نے ہمیں کام کرنے کا ایک نیا عزم اور حوصلہ دیا ہے، آپ نے سید منیر احمد شاہؒ کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفرِ کردار تک پہنچانے کا مطالبہ بھی کیا۔

ملتان:۔ گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیرِ اہتمام مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں چونتاسہ روزہ تربیتی اجتماع بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ صوبہ پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع سے ساتھیوں نے اجتماع میں شرکت کی اور بڑی توجہ اور انہماک سے پورے پروگرام کو سنبھالا۔ اس اجتماع میں مختلف نشستوں سے جن قائدین نے خطاب فرمایا اُن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ نیو ٹاؤن کراچی۔ حضرت مولانا محمد یوسف مدیر "بینات"۔ سید نورالحسن شاہ صاحب تجاری۔ سیّد عبدالمجید ندیم صاحب مولانا ناز اہد الراشدی صاحب مدیر ماہنامہ "تبصرہ" و جنرل سیکرٹری پاکستان قومی اتحاد صوبہ پنجاب، حضرت مولانا جاوید حسین شاہ صاحب آف کھرڑ پکہ مولانا منظور الحق صاحب، مولانا ظفر قاسمی صاحب، مولانا فیض احمد صاحب قاری نورالحسن قریشی صاحب ایڈووکیٹ، نورِ عالم قریشی صاحب ایڈووکیٹ، حکیم جاوید عالم صاحب، ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب، طلباء قائدین کے نام، میاں محمد عارف مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، جاوید ابراہیم پراچہ مرکزی نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان و جنرل سیکرٹری پشاور یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین، ندیم اقبال اعوان، عبدالرؤف ربانی، ڈاکٹر اعظم چیمہ اور ظہیر میر اس اجتماع سے قائد طلبہ میاں محمد عارف نے جو مفصّل خطاب فرمایا۔ وہ انشاء اللہ آئندہ ہفتے ترجمان میں شائع کیا جائے گا۔ اِس اجتماع سے جناب جاوید ابراہیم پراچہ جنرل سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین پشاور یونیورسٹی اور مرکزی نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے مفصّل اور مدلّل خطاب فرمایا ہے، آپ نے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکن مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے ہر آزمائش میں نہایت ثابت قدمی کا ثبوت دیا ہے، آپ نے دعوٰی کیا اور دلائل دیے کہ اس بات کو ثابت کیا کہ جمعیۃ طلباءؑ اسلام ہی وُہ واحد ملک گیر تنظیم ہے، جو پاکستان میں دینی مدارس کے طلبہؑ اور فنی علوم حاصل کرنے والے طلبہ کی صحیح نمائندگی کر سکتی ہے، آپ نے کہا کہ ہمارے خلوص کو پرکھنے کے لیے آپ جمعیۃ کے ماضی کے کردار کو دیکھئے، آپ نے کہا کہ جب کبھی اس ملک میں اسلام کے لیے اور ملک و ملت کی سلامتی کے لیے کوئی تحریک بھی ہو چکی ہے، تاریخ شاہد ہے کہ جمعیۃ نے ہر تحریک میں ایک منفرد کردار ادا کیا ہے، آپ نے آخر میں ملتان کے ساتھیوں کو شاندار تربیتی اجتماع منعقد کروانے پر مبارک باد دی۔

مبارک باد قبول فرمایئے:۔ (ملتان زندہ باد)

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر میاں محمد عارف مرکزی نائب صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ پنجاب کے صوبائی صدر ندیم اقبال اعوان جنرل سیکرٹری صوبہ پنجاب جناب عبدالرؤف ربانی، جناب صفدر چوہدری نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب جناب صاحبزادہ فضل الرحمٰن درخواستی ناظم جمعیۃ صوبہ پنجاب اور ظہیر میر نے جمعیۃ طلباء اسلام ضلع ملتان کے اُن تمام کارکنوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے، انہیں مبارک باد دی ہے جنہوں نے دن رات کام کر کے تربیتی اجتماع کو نہایت کامیاب بنایا۔ آپ نے اُن علماء کرام کا بھی شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات سے وقت نکال کر طلبہؑ کی تربیت

کے لیے شفقت فرمائی آپ نے اُمید ظاہر کی کہ یہ حضرات آئندہ بھی ہماری درخواست پر ہم سے تعاون فرمائیں گے

اظہار تعزیت:۔ گذشتہ روز جمعیتہ طلبا اسلام پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب جاوید ابراہیم پراچہ کے کزن جناب جمیل احمد پراچہ قتل کر دیے گئے۔ جمعیتہ طلباء اسلام کے مرکزی راہنماؤں جناب میاں محمد عارف محمد فاروق قریشی، ندیم اقبال اعوان، عبدالرؤف ربانی صاحبزادہ فضل الرحمٰن درخواستی، صفدر چوہدری اور ظہیر میر نے ایک مشترکہ بیان میں جاوید ابراہیم پراچہ سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ اُن راہنماؤں نے سوگوار خاندان سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔ آپ نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ مجرموں کو جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

بورے والا:۔ گذشتہ روز جمعیتہ طلبا اسلام ضلع وہاڑی کے زیر اہتمام دفتر جمعیتہ طلبا اسلام بورے والا میں ایک روزہ تربیتی اجتماع نہایت کامیابی سے اہتمام پذیر ہوا۔ ضلع کے مختلف حصوں سے کثیر تعداد میں طلبا نے شرکت کی۔ اس اجتماع سے صوبہ پنجاب کی جمعیتہ کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان، جناب ظہیر میر نائب صدر جمعیتہ پنجاب اور صاحبزادہ عبدالرؤف ربانی مولانا زاہد الراشدی مدیر "تبصرہ" اور جناب محترم اکرام القادری ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان اسلام نے مختلف نشستوں میں طلبہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں پنجاب کی جمعیتہ کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے ایک بھرپور پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی پالیسیوں پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔

انتخاب (گوجرانوالہ):۔ گذشتہ روز جمعیتہ طلباء اسلام گوجرانوالہ کا ایک اجلاس زیر صدارت حاجی محمد حسین صراف منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ضلعی جمعیت کے ورکنگ ممبران میاں ریاض شاہد اور رائے عتیق اللہ پر مشتمل نمائندے شرکت کی۔ اس اجلاس سے ضلعی صدر جناب میاں ریاض شاہد نے مفصل خطاب کرتے ہوئے جماعت کے اغراض و مقاصد پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آخر میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل حضرات عہدیداران منتخب ہوئے،

صدر:۔ سید عابد حسین شاہ نائب صدر:۔ قاری زبیر حقانی ناظم عمومی:۔ میاں عبدالرؤف عابد، ناظم:۔ میاں صدیق اکبر ناظم نشریات:۔ خالد پرویز انجم، ناظم مالیات، محمد یعقوب

جیکب آباد:۔ گذشتہ روز جمعیتہ طلبا اسلام ضلع جیکب آباد کے کارکنوں کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب مولانا صلاح الدین صاحب مدرسہ مظہر الحق ٹھل نو میں منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی جناب امیر حمزہ صاحب کنونیر جمعیت طلبا اسلام خیرپور تھے، جمعیتہ طلباء اسلام ضلع جیکب آباد کے کنونیر جناب عبدالحی صاحب نورانی نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی اغراض و مقاصد پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

کنونیر جناب عبدالحی صاحب نورانی

معاون نمبر ۱:۔ جناب عبیداللہ صاحب کھوسہ

" " ۲:۔ محمد عالم مورہ صاحب

" " ۳:۔ سید شاہ محمد شاہ صاحب

" " ۴:۔ بدر الدین صاحب

" " ۵:۔ عبداللہ صاحب

ضلع دفتر کا انچارج جناب شاہنواز صاحب کو نامزد کیا گیا۔

ساہیوال:۔ گذشتہ روز جمعیتہ طلبا اسلام ضلع ساہیوال کا ایک تنظیمی اجلاس زیر صدارت جناب صفدر چوہدری نائب صدر جمعیتہ طلبا اسلام صوبہ پنجاب منعقد ہوا۔ دفتر جمعیتہ طلبا اسلام اوکاڑہ میں منعقد ہوا صوبائی نائب صدر نے ضلع کی سابق تمام تنظیموں کو ختم کر کے ایک چار رکنی ضلعی آرگنائزنگ کمیٹی تشکیل دی ہے تاکہ تنظیم کو مؤثر اور فعال بنایا جا سکے، کمیٹی میں محمد سرور شیخ محمد اکبر، محمد محسن جاوید راہی اور مقبول احمد گوہر شامل ہیں، یہ کمیٹی ضلع ساہیوال کا تنظیمی دورہ کر کے تمام شاخوں کے کنونیر مقرر کرے گی۔

صوبہ پنجاب کی جمعیتہ کی مجلس عاملہ کے اراکین پروگرام کے مطابق درج ذیل تاریخوں میں مختلف جگہوں کے تنظیمی دورے کریں گے۔ ہر ضلع کے صدر کو ترجمان کے ذریعے اور خطوط کے ذریعے مطلع کیا جاتا ہے، کہ وہ پروگرام کے مطابق اپنے ضلع کا پروگرام بنا لیں تاکہ مفصل کام کیا جا سکے۔

سرگودھا ۶ دسمبر، سیانوالی ۱۶ دسمبر، جناب عبدالرؤف ربانی شیخوپورہ ۸ دسمبر، گجرات، ظہیر میر صوبائی نائب صدر ضلع جھنگ ۸ دسمبر، ضلع فیصل آباد ۱۰، ۵ دسمبر، خلیفہ محمود زاہد لاہور، قصور ۱۶ دسمبر، جناب عبدالخالق ندیم ناظم نشریات بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر، فضل الرحمٰن صوبائی ناظم مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، سیالکوٹ، جہلم، پنڈی، ندیم اقبال اعوان صدر پنجاب جمعیتہ۔

وہاڑی ۱۲ دسمبر، ساہیوال، ملتان، صفدر چوہدری

کراچی حلقہ شیر شاہ

انتخاب: جمعیتہ طلبا اسلام حلقہ شیر شاہ کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت محمد رفیق صدر جمعیتہ طلبا اسلام حلقہ شیر شاہ منعقد ہوا۔ جناب محمد رفیق نے جمعیتہ کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور طلبا پر زور دیا کہ وہ اسلامی نظام کے لیے بھرپور کوشش کریں، اجلاس میں ایک قرارداد پیش کی گئی جس کے ذریعے قومی اتحاد کے قائدین پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انہیں طلبہ کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا، آخر میں حلقہ شیر شاہ (کراچی) کا انتخاب عمل میں لایا گیا، جس کے مطابق درج ذیل عہدیداران منتخب ہوئے،

سرپرست:۔ فضل عظیم صاحب، صدر:۔ شبیر احمد صاحب نائب صدر:۔ علی زمان صاحب ناظم عمومی:۔ محمد یعقوب صدیقی صاحب، ناظم:۔ حبیب الحق صاحب، ناظم نشریات:۔ محمد صدیق صاحب، ناظم مالیات:۔ سید نور صاحب۔

اجلاس

جمعیتہ طلبا اسلام میرپور خاص کے کارکنان کا ایک اجلاس زیر صدارت حافظ مظہر حسین صاحب منعقد ہوا جس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں، ایک قرارداد کے ذریعے مولانا شمس الدین کے قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا گیا، ایک اور قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ تعلیمی کمیشن میں علماء کو مؤثر نمائندگی دی جائے،

ماناتوالہ

گذشتہ روز جمعیتہ طلبا اسلام ماناتوالہ کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب شبیر احمد نفیس منعقد ہوا۔ جناب شبیر احمد نفیس نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے طلبہ کو جماعتی اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور درج ذیل انتخاب عمل میں آیا:

سرپرست، قاری شبیر احمد نفیس، صدر، جناب فیض باری صاحب ناظم عمومی، تنویر احمد ناصر، ناظم اطلاعات، اکبر حیات خاں عابد ناظم مالیات، جناب سعید احمد بھٹی